ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

30

www.tanzeem.org

4 تا 10 شعبان 1430ھ/ 28 جولائی تا 3 اگست 2009ء

اس شمارے میں

ورنہ ......

امریکہ کی نہیں، اللہ کی غلامی اختیار کیجئے

سنکیانگ کا مسئلہ

نائن الیون، امریکی دعویٰ اور حقائق

مذاکرات میں کشمیر کو محور بنائیے

عبدالمالک مگسی کی شہادت

عربی زبان کی تعلیم اور ارشاد احمد حقانی

قومی المیہ......ایک منفرد رائے

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

ایمان، ایک مکمل اسلوب حیات

ایمان جرأت وشجاعت پیدا کرنے والا، حیرت انگیز انقلاب برپا کرنے والا، بند دروازوں کو کھولنے والا اور ہر چہار جانب رہنمائی کرنے والا روشن مینار ہے۔

ہمارا مطلوبہ ایمان محض ایک شعار اور دعوت ہی نہیں بلکہ وہ ایک مکمل اسلوبِ حیات ہے، فرد کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی۔ نہایت تیز روشنی ہے جو فرد کی دنیائے فکر وارادہ کو منور کرتی ہے اور جب اس کی شعاعیں معاشرہ پر پڑتی ہیں تو اس کی رگوں میں خونِ زندگی دوڑنے لگتا ہے۔ اس کے رگ وپے میں امن وعافیت سرایت کرتی چلی جاتی ہے۔ وہ مریض ہوتا ہے اور دوائے ایمان اسے شفایاب کر دیتی ہے بلکہ وہ مرچکا ہوتا ہے اور اکسیرِ ایمان اسے حیاتِ نو بخش دیتی ہے۔ سچ ہے کہ ایمان رموزِ الٰہی کا رازدان ہوتا ہے۔ وہ جب کسی چیز کو کہتا ہے تو وہ وجود میں آجاتی ہے۔

حقیقی ایمان پوری زندگی پر اپنے نقوش واثرات مرتب کرتا ہے اور اسے صبغۃ اللہ میں رنگ دیتا ہے۔ انسان کے افکار ونظریات، اس کے جذبات واطوار سب اطاعتِ الٰہی اور بندگیٔ رب کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہوتا جس پر یہ رنگ گہرا نہ ہو۔ صبغۃ اللّٰہ و من احسن من اللہ صبغۃ......

وہ قوم جو ایمان سے منور زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اسے اپنے جملہ اصول ومناہج تقاضائے ایمان کے مطابق بدلنا ہوں گے اور ہر اس چیز سے دستکش ہونا پڑے گا جو نورِ ایمان کا راستہ روکنے والی ہو۔ اگر کوئی قوم یہ قربانی نہیں دیتی مگر اسلام وایمان کا دعویٰ کرتی چلی جاتی ہے تو اس کے دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ دعویٰ بلادلیل ہے۔ اے اللہ امتِ مسلمہ کی صراطِ ایمان کی طرف رہنمائی فرما۔

علامہ یوسف القرضاوی

سورۃ الاعراف

(آیات 158، 159)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٨﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ ﴾

”(اے محمدؐ) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے۔ تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔ اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا رستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں“

(گزشتہ سے پیوستہ) ﴿واتبعوا النور الذی انزل معه﴾ اور اس نور کی پیروی کریں جو آپؐ کے ساتھ نازل کیا گیا۔ یعنی وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل میں قرآن مجید سے روشنی حاصل کریں گے۔ ان کی تذکیر قرآن سے، تبلیغ قرآن سے، تبشیر قرآن سے، انذار قرآن سے، تعلیم قرآن سے ہوگی۔ پس جو لوگ آپؐ پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم کریں گے اور اُن کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ نازل کیا جائے گا، یہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

اب رسول اللہ ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے اُس وقت جو موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ ہماری خصوصی رحمت انہی لوگوں کے لئے ہوگی جو محمد عربیؐ پر ایمان لے آئیں گے تو اب آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ زمین وآسمان کا مالک وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی موت دیتا ہے۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ پر، اور اُس کے رسول پر جو نبی امی ہے اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اُس کے کلام پر (اُس کی باتوں پر) اور تم اُس کی پیروی کرو، تا کہ تم ہدایت پاسکو۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اب تک ہم نے جتنے رسولوں کا تذکرہ سورۃ الاعراف میں پڑھا ہے وہاں یا قوم، یا قوم کے الفاظ آئے ہیں، یعنی ہر پیغمبر نے یہی کہا کہ اے میری قوم، مگر رسول اللہ ﷺ کی یہ امتیازی شان ہے کہ آپؐ کسی ایک قوم کی طرف مبعوث نہیں کیے گئے، بلکہ آپؐ کو پوری نوع انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی لئے یہاں قل یقوم کی بجائے قل یا یھا الناس کے الفاظ ہیں (یعنی ”آپؐ کہہ دیجئے، اے لوگو“) یہ بات قرآن مجید میں پانچ مرتبہ مختلف الفاظ میں کہی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری نوع انسانی کے لئے ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے نمایاں آیت ہے: ﴿وما ارسلنك الا كافة للناس بشيراً و نذيراً﴾ ”ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر پوری نوع انسانی کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔“ یوں آپؐ کی بعثت کسی خاص قوم، خاص ملک یا خاص رنگ ونسل کے لوگوں، یا کسی خاص قبیلے کی طرف نہیں، بلکہ پوری نوع انسانی کے لئے ہے۔

یہ آیات ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں، تا کہ یہود کے ساتھ گفتگو کے لئے ذہن بنا لیا جائے۔ مدینہ میں یہود کے تین بڑے بڑے قبیلے تھے۔ اُن کے ساتھ براہِ راست سابقہ پیش آنے والا تھا۔ اب تک گفتگو محمد رسول اللہ ﷺ سے یا اہل مکہ سے یا رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے مسلمانوں سے ہو رہی تھی، اور یا بنی اسرائیل کے الفاظ سے خطاب نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب وہ ساری باتیں آرہی ہیں جن کا مناسب موقع ہجرت کے بعد قریب آرہا ہے۔ ان آیات کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے متعلق وہ بات بھی جاری ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو کہی تھی۔ چنانچہ آپؐ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ میری بعثت اُسی بات کے مطابق ہوئی ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں یقیناً کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو حق کی طرف راہنمائی کرتے تھے۔ اگرچہ قوم موسیٰ علیہ السلام کی ایک بڑی تعداد نا ہنجاروں پر مشتمل تھی، مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اتنے جلیل القدر رسول کے کوئی سچے ساتھی یا حواری نہ ہوں۔ اُن کے بھی کچھ مخلص ساتھی تھے جو حق کو اختیار کیے ہوئے تھے اور حق کے ساتھ ہی فیصلہ کرتے تھے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

تین عمل جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین اعمال جاری رہتے ہیں: (1) صدقہ جاریہ (2) علم نافع، جس سے لوگ نفع اُٹھا رہے ہوں (3) نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔“

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وگرنہ......

''قابل رحم ہے وہ قوم جس کے پاس عقیدے تو بہت ہیں لیکن دل یقین سے خالی ہیں، اور جو ایسے کپڑے پہنتی ہے جو اس نے خود نہیں بنائے ہوتے، جو ایسی روٹی کھاتی ہے جس کے لیے گندم اُس نے خود نہیں اُگائی ہوتی اور ایسی شراب پیتی ہے جو اس کے مے خانوں کی نہیں ہوتی اور جو بڑی بڑی باتیں کرنے والوں کو اپنا ہیرو سمجھ لیتی ہے اور جو ہر چمکنے والی تلوار لے کر آنے والوں سے مرعوب ہو جاتی ہے۔ قابلِ رحم ہے وہ قوم جو جنازے کے جلوسوں کے علاوہ کہیں اور اپنی آواز بلند نہیں کرتی اور ماضی کی یادوں کے علاوہ ان کے پاس فخر کرنے کا کوئی سامان نہیں ہوتا اور جو اپنے نئے حکمرانوں کے لیے ہار لیے کھڑی ہوتی ہے اور جب وہ اقتدار سے محروم ہوں تو اُن پر آوازے کستی ہے اور ان کا تمسخر اڑاتی ہے۔ قابل رحم ہے وہ قوم جو ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہے اور اس کا ہر ٹکڑا اپنے آپ کو ہی قوم سمجھتا ہے۔''

'درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید' کے مصداق یہ بات ناقابل فہم ہے کہ خلیل جبران کو پندرھویں صدی کی امت مسلمہ کی حالت اُس دور میں کیسے معلوم ہوگئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دورِ حاضر کا کوئی دانشور امت مسلمہ کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچ رہا ہے۔ آخر کوئی تو وجہ ہے کہ امت مسلمہ کی حالت اوس پڑی گھاس کی مانند ہے، اور عالمی قوتیں اُسے پاؤں تلے مسل رہی ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم اپنی ذلت اور نکبت کی وجوہات معلوم کرنے اور اُنہیں دور کرنے کی بجائے تصورات کی دنیا میں کھوئے رہتے ہیں۔ شاندار ماضی کی یادیں، اپنے بڑوں کی بہادری اور فتوحات کے قصے سننے اور سنانے میں مگن رہتے ہیں۔ یہ ذہنی فرار ہے۔ یہ نفسیاتی مرض ہے اور مریض محتاج ہوتا ہے دوسروں کا۔ یہی محتاجی ہے جس نے امت کی حقیقی آزادی سلب کر لی ہے۔ یہ بات پورے یقین اور بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ مسلمان ممالک نے گزشتہ صدی میں جو سیاسی آزادی حاصل کی تھی، وہ امت مسلمہ کے لئے ایک تہمت بن کر رہ گئی ہے۔ یعنی ظاہراً آزاد ہیں اور مسلمان ہی مسلمان ممالک میں حکمران ہیں لیکن اُن کے ناک میں نکیل ہے اور رسی غیروں کے اور صرف غیروں کے نہیں بلکہ اسلام دشمنوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کٹھ پتلی حکمران خواہی نخواہی اُسی طرح ناچے گا جس طرح رسی گیر عالمی سامراج چاہے گا۔

سوال یہ ہے کہ کیا ذلت و رسوائی کا محض رونا رونے اور ماتم کرنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ ہرگز ہرگز نہیں اور نہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ خوب نوشتن کی داد وصول کرتے رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ اس وقت چاروں شانے چت زمین پر بے سدھ پڑی ہے اور دشمن اُس کے سینہ پر سوار ہو کر قہقہے لگا رہا ہے، اور زمین میں گڑھا کھود کر ہمیں دفنانے یا زمین بُرد کرنے کے پروگرام بنا رہا ہے۔ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا کیا جائے کہ ہم دشمن کو اپنے سینے سے دور پھینک کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں اور پنجے میں پنجہ ڈال لیں۔ جواب آسان ہے، اگرچہ اس پر عمل انتہائی مشکل ہے، مگر ناممکن نہیں۔ وہ یہ کہ ہم اپنے اسلاف کے گن گانے اور شاندار ماضی پر فخر کرنے کے ساتھ وہ اوصاف حمیدہ بھی خود میں پیدا کرنے کی کوشش کریں، جس سے وہ تاریخ کے آسمان پر چاند ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ وہ اوصاف جنہوں نے ابوبکرؓ کو صدیق اکبر بنا دیا اور ابن خطاب کو عمر فاروقؓ اور عثمانؓ کو غنی بنا دیا اور علیؓ کو شیرِ خدا بنا دیا۔ اتنی اونچی پرواز نہ بھی کر سکیں کہ یہ آسمان کے دریچوں تک پہنچنے والی بات ہے، تب بھی کم از کم انہیں اپنا نظریاتی ہدف تو بنائیں اور عملاً کردار میں، علم اور حلم میں، شجاعت و بہادری میں، تدبر و رواداری میں تبع تابعین کے بعد کے مشاہیر اسلام کا رول تو اپنائیں وگرنہ قرآن

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

جلد 18

شمارہ 30

4 تا 10 شعبان 1430ھ

28 جولائی تا 3 اگست 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......300 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا--------------------(2000 روپے)

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کا فتویٰ غور سے پڑھ لیں اور کان کھول کر سن لیں۔ (ترجمہ) ”اللہ کسی (قوم) کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔“ (سورۃ الرعد، آیت:11)

یہاں ایک بات ہمارے پاؤں کی بیڑی اور ہاتھوں کی ہتھکڑی بنی ہوئی ہے۔ کُل امت یا ساری قوم میں بگاڑ ہے، میرے راہِ راست پر آنے سے کیا فرق واقع ہوگا۔ یہاں تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے، یہ اُمتی الیہ ہے۔ یاد رہے کہ امت یا قوم افراد کے مجموعے کا نام ہے۔ فرد فرد بدلے گا تو پوری قوم بدل جائے گی۔ فرد کا انقلاب ہی قوم کے انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ کون مسلمان نہیں جانتا ہوگا کہ روزِ قیامت اللہ کے دربار میں حاضری اور جوابدہی فرداً فرداً ہے۔ آپ کا انقلاب قومی انقلاب میں آج تبدیل نہ بھی ہوسکا، تب بھی آخرت کی کامیابی تو یقینی ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ بعض لوگ اپنے ضمیر کی تسلی کے لئے چھوٹی موٹی وجوہات کی بنا پر راہِ حق اختیار نہ کرنا اپنی مجبوری سمجھتے ہیں اور اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ (ترجمہ) ”جب فرشتوں نے اُن لوگوں کی روحیں قبض کیں، جو اپنے نفس پر ظلم کررہے تھے تو اُن سے پوچھا، کہ تم کس حال میں تھے۔ اُنہوں نے جواب دیا، ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت:97) آج اگرچہ پاسپورٹ اور ویزہ نے اللہ کی زمین میں حد بندیاں لگادی ہیں اور اونچی اونچی دیواریں کھڑی کردی ہیں اور غیروں کی مرضی کے بغیر زمینی ہجرت قریباً ناممکن بنادی گئی ہے، لیکن داخلی ہجرت یعنی ذہنی اور قلبی ہجرت پر تو کوئی قدغن نہیں، ہاں البتہ آپ کو اور ہمیں کچھ آسائشیں، کچھ سہولیات اور مراعات چھوڑنا پڑیں گی، کچھ رسومات کو ترک کرنا پڑے گا۔ کچھ نادان دوستوں سے فاصلہ پیدا کرنا پڑے گا اور دینِ حق سے چمٹ جانا ہوگا۔ اللہ اور رسول کے احکامات کے مطابق چلنا پھرنا بلکہ ضرورت محسوس ہو تو یوٹرن لینا ہوگا۔ اپنا فائدہ، اپنی رائے، اپنی خواہش حتیٰ کہ اپنا سب کچھ دینِ حق کے سامنے سرنڈر کرنا ہوگا۔ اگر ہم یہ سب کچھ نہیں کرتے، ہمارے چلن ایسے ہی رہتے ہیں جیسے ہیں، تب بھی قرآن کا فتویٰ سماعت فرمالیں ﴿وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت:8) ترجمہ: ”اگر تم ایسا کروگے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے اور جہنم نے کافروں کو گھیرا ہوا ہے۔“

اگر کسی ایک بول سے یا تحریر شدہ ایک جملہ سے ایک انسان بھی بدل جائے تو کامیابی ہے، وگرنہ..........

ضرورت رشتہ

☆ بیٹیاں عمر 26 سال اور 21 سال، تعلیم ایم فل اور بی اے قد دونوں کا "3-'5 صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند۔ بیٹا عمر 24 سال، انجینئر، قد 6 فٹ، نیک شریف، اردو سپیکنگ۔ بیٹیوں اور بیٹے کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0333-5688535

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی اے، بی جی ڈی۔ آئی ٹی اور دوسری بیٹی عمر 25 سال، تعلیم میٹرک، شرعی پردے اور صوم وصلوٰۃ کی پابند، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 042-6362472، 042-6156760

تن بہ تقدیر

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر
’تن بہ تقدیر‘ ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ’ناخوب‘ بتدریج وہی ’خوب‘ ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

(1) قرآن مجید نے مسلمانوں کو ایمان کے ساتھ عمل صالح، جدوجہد، سعیِ پیہم اور جہاد کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس تعلیم کی بدولت مسلمان دنیا میں حکمران بن گئے، لیکن غیر اسلامی تصوف کے زیر اثر آکر مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور ترکِ دنیا کا غلط اصول اختیار کرلیا اور یہ سمجھ لیا کہ اسلام ترکِ دنیا کا حکم دیتا ہے، حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے دنیا کو فتح کرو، تاکہ اسلامی نظام قائم ہوسکے۔ پھر دنیا اور اُس کی لذات کو اللہ کی رضا جوئی کے لیے قربان کردو۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سطوت کے سامنے قیصر و کسریٰ لرزہ براندام تھے، لیکن وہ پیوند لگی ہوئی قمیض پہنتے تھے اور چٹائی پر سوتے تھے۔

(2) ایک زمانہ تھا، جب مسلمان اللہ کے لیے زندگی بسر کرتے تھے اور اس کا صلہ اُنہیں اللہ نے یہ دیا تھا کہ اُن کے ارادوں میں مشیتِ ایزدی پوشیدہ تھی۔ وہ جس طرف نکل جاتے تھے، تائید ایزدی اُن کے ساتھ ہوتی تھی، لیکن جب مسلمانوں نے احکام الٰہی سے روگردانی کرلی تو اللہ نے بھی اُن کو بھلادیا۔ اور آج اُن کی حالت یہ ہے کہ عمل صالح سے کنارہ کرکے تقدیر پر بھروسہ کیے بیٹھے ہیں، حالانکہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ ﴿لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾۔ انسان کو اللہ وہی عطا کرتا ہے، جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔ علامہ اقبال کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے تقدیر کا غلط مفہوم دماغوں میں جاگزیں کرلیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ علامہ نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

معنیٔ تقدیر کم فہمیدہ
نے خدا را نے خودی را دیدہ

(ترجمہ) اے مسلمان! تُو نے تقدیر کا مفہوم ہی نہیں سمجھا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے اور نہ تو اپنی خودی کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

(3) اب وہ اس انقلاب کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ یعنی بے عملی جو بہت بُری بات تھی، وہ اچھی کیسے ہوگئی؟ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ غلامی ایسی لعنت ہے کہ اس میں قوموں کا ضمیر بدل جاتا ہے۔ یعنی جب کوئی قوم اپنی بداعمالیوں کی بدولت غلام بن جاتی ہے تو اس کا معیارِ خیر و شر بھی بدل جاتا ہے۔ وہ اچھی باتوں کو بُری اور بُری باتوں کو اچھی سمجھنے لگتی ہے۔

آج مسلمانوں کو دیکھ لو، جہالت، رسوم پرستی، کورانہ تقلید، اسراف، تن آسانی، عیاشی یہ سب بُری باتیں ہیں، لیکن مسلمان ان پر عمل پیرا ہیں۔ علم، محنت، ایثار، اتحاد، کفایت شعاری، دیانت داری، اسلام اور ملت کی سربلندی کی جدوجہد، یہ سب اچھے اصول ہیں جن کو مسلمانوں نے اپنی زندگیوں سے خارج کردیا ہے۔

اگر مسائل سے نجات چاہتے ہو تو

امریکی غلامی کا قلادہ اتار دیجئے اور

اللہ کی غلامی اختیار کیجئے

سورۃ المجادلہ کی آیات 57 تا 63 کی روشنی میں فکر انگیز گفتگو

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے 3 جولائی 2009 کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدہ کی آیات 57 تا 63 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

برادران اسلام! گزشتہ دو نشستوں میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کا کردار زیر بحث آیا۔ سورۃ المائدہ اور سورۃ المجادلہ کی جن آیات پر اس حوالے سے گفتگو ہوئی، وہ دراصل ہمارے لئے آئینہ ہے، جس میں ہم اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ان آیات کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں تو بآسانی معلوم ہوسکتا ہے کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں اور کس گروہ میں شامل ہیں۔ قرآن کی یہ آیات بالکل واضح ہیں، لیکن ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ حقیقت پسندانہ نگاہ سے اپنا جائزہ لینے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ ہماری آنکھوں پر تو امریکی غلامی کی پٹی باندھ دی گئی ہے۔ امریکی حکام آئے روز یہاں آتے ہیں اور ہمیں ڈکٹیشن دے کر چلے جاتے ہیں۔ ہمارا کام بس یہی رہ گیا ہے کہ اُن کی ڈکٹیشن پر عمل کرتے جائیں اور بس! لگتا ہے کہ غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اندازہ کیجئے، ڈرون طیارے آکر ہمارے علاقوں میں حملے کرتے ہیں، یہاں تک کہ پچھلے دنوں جنازے کے جلوس پر حملہ ہوا ہے، جس میں اسّی سے زائد افراد جاں بحق ہوگئے۔ امریکہ یہاں اتنی بڑی "سربریت" اور جارحیت کر رہا ہے، مگر ہمارے حکمرانوں کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ رسمی طور پر ہی سہی، اس پر کوئی احتجاج کرسکیں۔ اس سے زیادہ ذہنی غلامی اور پستی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے حکمران عوام سے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم ان حملوں پر احتجاج کر رہے ہیں۔ حالانکہ اُن کے اس جھوٹ کی قلعی خود امریکی اہلکار یہ کہہ کر کھول دیتے ہیں کہ ہمیں کسی نے ڈرون حملے بند کرنے کو نہیں کہا۔ دراصل یہ لوگ عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے حکمران اُس جنگ میں یہود و نصاریٰ کا ساتھ دے رہے ہیں، جو خالصتاً اسلام کو مٹانے کی جنگ ہے۔ اب گمراہ کن اور بے بنیاد پروپیگنڈا بہت ہوچکا۔ وقت آگیا ہے کہ ہم حقائق کی دنیا میں قدم رکھیں اور مسئلہ کی تہہ تک پہنچیں۔ سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس جنگ سے ہم نکلیں گے نہیں، حزب الشیطان کے معاون و مددگار بنے رہیں گے، ہمارا ملک پاکستان مسائل کے گرداب سے کبھی نہ نکل سکے گا۔ چند دن پہلے حامد میر کا کالم شائع ہوا۔ اُس میں انہوں نے فن لینڈ میں صحافیوں کے بڑے اجتماع کا ذکر کیا۔ وہاں اُن کی ملاقات چوٹی کے صحافیوں سے ہوئی۔ اُن کے بقول مغربی صحافیوں نے دوٹوک انداز میں یہ کہا کہ جب تک پاکستان امریکی غلامی سے نہیں نکلتا، دہشت گردی اور عدم استحکام کے مسئلے سے چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ وقت آگیا ہے کہ ہم امریکی غلامی ترک کرکے اللہ کی غلامی اختیار کریں۔ وہی ہماری مدد کرے گا۔ ہمارے ملک میں ریسرچ کا معیار انتہائی پست ہے۔ اس کے باوجود اللہ نے ہمیں ایٹمی صلاحیت سے نوازا، یہ اُس کا فضل نہیں تو کیا ہے۔ اگر ہم آج اللہ سے وفاداری اور اُس پر بھروسہ کا تہیہ کرلیں اور امریکی شکنجے سے نکلنے کا دوٹوک فیصلہ کرلیں، تو وہ ضرور راستہ نکال دے گا۔ لیکن اگر ہم اس کے لئے آمادہ نہیں ہوتے تو پھر مزید تباہی وبربادی کے لئے تیار ہوجایئے۔ اس کا مظہر امریکہ کا یہ مطالبہ ہے کہ پنجاب میں فوجی آپریشن کرو۔ ہم اب تک جس راستے پر چلے جارہے ہیں، یہ تباہی کا راستہ ہے، یہ غلامی کا راستہ ہے، یہ ملک کے عدم استحکام کا راستہ ہے، اگر ہم یہ راستہ ترک نہیں کرتے اور اللہ کو ناراض کرکے ابلیسی اور شیطانی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کے خلاف آپریشن کے امریکی مطالبے مانتے رہیں گے تو پھر حالات کے سدھار کی امید رکھنا نری حماقت ہے۔

جلا کر پیڑ خود ہی اپنے ہاتھوں سے
عجیب شخص ہے سایہ تلاش کرتا ہے

اب آیئے، سورۃ المائدہ کے نویں رکوع کی آیات 57 تا 63 کا مطالعہ کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ ﴾

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں اُن کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے، دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔"

پچھلے رکوع میں بھی یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت کی گئی تھی۔ اب یہاں پھر مسلمانوں کی غیرت کو جھنجھوڑنے کے انداز میں فرمایا گیا کہ اُن لوگوں کو جو تمہارے دین کو ہنسی مذاق کا نشانہ بناتے ہیں، جو اہل کتاب میں سے ہیں اور کفار (و مشرکین) میں ہیں، اُن کو ہرگز دوست نہ بنانا۔ پہلے جو ممانعت کی گئی تھی، وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی کی تھی، یہاں ایک لفظ "کفار" کا اضافہ فرمادیا گیا ہے۔ یوں کہیے، اس ممانعت میں ہندو بھی شامل ہوگئے ہیں۔ فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے دین، تمہارے معاشرتی نظام اور اقدار کو استہزا کا نشانہ بناتے ہیں۔ کچھ تو غیرت کرو، ان کو دوست نہ بناؤ۔ اگر تم مومن ہو تو تمہیں کسی کی پروا نہیں ہونی چاہئے، فقط اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ یہ ہے کہ اُس کی ناراضی سے بچو، اُس کے احکامات کی پیروی کرو، چاہے ساری دنیا مخالفت کرے، تم اللہ کے دین اور اُس کی تعلیمات سے انحراف نہ کرو۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ایک طرف "وار آن ٹیرر" کے نام سے اسلام کے خلاف جنگ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھی بنے ہوئے ہیں، دوسری جانب ہندو جو کشمیر میں دریائے چناب پر پچاس سے زائد ڈیم بنا کر ہمارے پانی کو روکنا اور پنجاب کو

مجر بنانا چاہتا ہے، اُس سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہے ہیں، اُس کی طرف طائفے بھیج رہے ہیں اور اُس کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اُس سے کوئی خطرہ نہیں۔ زرداری صاحب تو آئے ہی اس اعلان کے ساتھ تھے کہ ہر پاکستانی کے دل میں ایک ہندوستانی بستا ہے اور ہر ہندوستانی کے دل میں ایک پاکستانی بستا ہے۔ گویا وہی مشرف والی سوچ اور پالیسی جاری وساری ہے۔ ہماری اس تمام تر بھارت نوازی کے باوجود، انڈیا اپنے دیرینہ موقف سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے پر آمادہ نہیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾﴾

"اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ سمجھ نہیں رکھتے۔"

کفار و مشرکین کا حال یہ ہے کہ جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو، لوگوں کو کامیابی کی طرف بلاتے ہو تو یہ اُس سے جلتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اذان تو اللہ کی عظمت اور کبریائی کا اعلان، نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار اور نماز جو فلاح و کامیابی کا راستہ ہے، اُس کی طرف بلاوا ہے۔ مگر یہ لوگ جو انتہائی عقل سے گئے گزرے ہیں، اپنے بغض کی بنا پر اس کی نقل اتار کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آج کے دور میں بھی یہی صورتحال ہے۔ یہود و نصاریٰ جو مذہبی اقدار کے احترام اور اپنے تہذیب یافتہ ہونے کے دعویدار ہیں، آئے روز اسلامی عقائد، اسلامی معاشرت کو استہزا کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس کی تازہ ترین مثال یورپ میں حجاب کے خلاف مہم ہے۔ ستر و حجاب اللہ تعالیٰ کا حکم اور اسلامی تہذیب کا نمایاں نقش ہے، مگر مغربی انتہا پسند تمام تر رواداری کے دعوے کے باوجود اسے گوارا کرنے کو تیار نہیں، فرانس، جرمنی، اور کئی دوسرے یورپی ممالک میں اس کے خلاف تحریک چل رہی ہے اور اس پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ اس پر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

اس کے بعد یہودیوں کے جھنجوڑنے کے لئے سخت ترین انداز اپنایا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾﴾

"کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم اللہ پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں اُن پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔"

نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان اہل کتاب سے کہہ دیجئے کہ تم ہم سے کس بات کا انتقام لے رہے ہو، ہمارا قصور کیا ہے، ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، ذرا سوچ کر بتاؤ کہ تمہیں مسلمانوں سے ضد کیوں ہے؟ کیا تمہیں یہ بات گوارا نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی کو برحق مانتے ہیں اور اللہ کے پیغمبروں اور سابقہ کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہیں؟ یہود یو قصوروار ہم نہیں، مجرم تم ہو کہ اللہ پر ایمان کے دعویدار ہو، آخرت کو مانتے ہو، رسولوں کو مانتے ہو، لیکن احکامات ربانی پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہو۔ درحقیقت تم اللہ کے باغی ہو کہ زبان سے تو شریعت کے پیرو ہونے کا دعویٰ ہے اور عملاً شریعت سے کوسوں دور ہو۔

اب آگے یہودیوں کو آئینہ دکھایا گیا ہے۔

﴿قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ؕ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیْہِ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۶۰﴾﴾

"کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں، وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) اُن میں سے بندر اور سُور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی، ایسے لوگوں کا بُرا ٹھکانا ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں۔"

نبی کریمؐ کی زبان مبارک سے یہودیوں کو کہلوایا جا رہا ہے کہ اگر اللہ پر ایمان اور پھر ایمان پر ڈٹ جانا اور اللہ کی کتاب اور سابقہ کتب سماویہ کی تصدیق ہی تمہارے زعم میں مسلمانوں کا سب سے بڑا جرم ہے اور استہزا کا باعث ہے تو آؤ میں تمہیں ایک ایسی قوم کے بارے میں بتاؤں جس کے لئے اللہ کے ہاں بڑی بُری جزا ہے اور جس پر اللہ کی لعنت ہوئی ہے۔ یہی قوم بدترین خلائق ہے اور استہزا کی لائق ہے۔ اور اے یہودیو! یہ قوم تم خود ہو۔ تم ہی وہ ہو جس پر اللہ نے حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے لعنت کی۔ تم ہی وہ قوم ہو جس پر اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بار بار اللہ کا عذاب نازل ہوا اور تمہاری سیاہ کاریوں کی وجہ سے

پریس ریلیز 24 جولائی 2009ء

حافظ عاکف سعید

پرویز مشرف کا انجام یقیناً عبرت ناک ہونا چاہئے
اسلام اور مسلمان دشمنی پر اُسے جو بھی سزا دی جائے وہ کم ہوگی

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ اگرچہ آئین شکنی اور ماورائے قوانین احکامات صادر کرنا پرویز مشرف کے جرائم میں شامل تھے لیکن اُس کا اصل جرم دینی شعائر کا تمسخر اڑانا، افغانستان میں اسلامی حکومت کی تباہی میں امریکہ کا ساتھ دینا لال مسجد میں قرآن پڑھتی طالبات کو ظالمانہ انداز سے شہید کرنا، پاکستانی مسلمانوں خصوصاً ڈاکٹر عافیہ کو ڈالروں کے عوض امریکہ کے حوالے کرنا اور ایک مسلم معاشرے کو بے راہ روی کی راہ دکھانا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمان دشمنی پر ایسے شخص کو جو بھی سزا دی جائے گی وہ کم ہوگی اُنہوں نے مزید کہا کہ ایسے شخص کا انجام یقیناً عبرت ناک ہونا چاہئے جو مسلمان ہو کر دینِ حق اور اُس کے پیروکاروں پر ظلم کرے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اللہ نے تمہاری شکلیں مسخ کیں۔ تمہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔ یہود کا بنیادی جرم یہ بیان کیا کہ ان لوگوں نے طاغوت (شیطان) کی بندگی کی۔ شیطان کی بندگی ایک تو معنوی ہے، لیکن ایک صوری بھی ہے۔ آج مغرب میں کئی ایسے ادارے اور کلب موجود ہیں، جہاں شیطان کے پیروکار باقاعدہ شیطان کو اپنا رب مان کر اُس کی بندگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہود کے متعلق فرمایا کہ شیطان کی بندگی کرنے والے یہود لوگوں میں سے سب سے بدترین لوگ ہیں اور راہِ ہدایت سے سب سے زیادہ برگشتہ! مسلمانوں کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ کیا تم ایسے بدترین لوگوں کو اپنا دوست بناتے ہو۔ مسلمانوں کو ان کی دوستی سے بہرصورت پرہیز کرنا چاہیے، کجا یہ کہ وہ ایسے شیطان کے ایجنٹوں کی جنگ کا ہراول دستہ بنیں، اُن کے نان نیٹو اتحادی بن کر مسلمانوں کے خلاف اپنی طاقت اور قوت استعمال کریں۔

> **حامد میر سے مغربی صحافیوں نے دوٹوک انداز میں یہ کہا کہ جب تک پاکستان امریکی غلامی سے نہیں نکلتا، دہشت گردی اور عدم استحکام کے مسئلے سے چھٹکارا نہیں پا سکتا**

آج امریکہ ہمیں یہ باور کرا رہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ تمہاری اپنی جنگ ہے، لیکن عقل و دانش رکھنے والے اُس سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر فی الواقع یہ ہماری جنگ ہے تو امریکیو، پھر تم کس مقصد کے لئے ہمیں خیرات دے رہے ہو۔

اس کے بعد یہود کی ایک گھناؤنی سازش کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿ وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا ءَامَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ﴾

"اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ کفر لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر جاتے ہیں اور جن باتوں کو یہ مخفی رکھتے ہیں اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔"

یہود نے جب دیکھا کہ ایک شخص جب اسلام قبول کر لیتا ہے، تو پھر خواہ اُس کو کتنی ہی اذیتیں دی جائیں، وہ اُن تمام کو گوارا کر لیتا ہے، مگر اپنے آبائی دین پر واپس آنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اسلام پر اس قدر استقامت سے دین اسلام کی بہت اچھی ساکھ قائم ہو رہی ہے، تو انہوں نے ایک تدبیر کی۔ انہوں نے اپنے چند افراد کو یہ ہدایت کر کے نبیؐ کی خدمت میں بھیجا کہ صبح کے وقت جھوٹ موٹ میں اسلام لے آنا اور شام کو یہ کہہ کر اسلام سے منحرف ہو جانا کہ ہم نے اسلام کو قریب سے دیکھ لیا، ہمیں اس میں کوئی کشش نظر نہیں آئی، لہٰذا ہم اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ آئے۔ اس سازش کا پردہ سورۂ آلِ عمران (آیت: 72) میں چاک کیا گیا ہے۔ وہاں یہود کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ (ترجمہ) "اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے، اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو، تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔"

آگے فرمایا:

﴿ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

"اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام کھانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بے شک یہ جو کچھ کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔"

یہودی یہ کہہ کر عربوں کو مرعوب کرتے تھے کہ ہم صاحب شریعت ہیں، صاحب کتاب ہیں، ہمارے پاس بڑے بڑے علماء ہیں، جبکہ تم لوگ "اُمّی" (ان پڑھ) اور جاہل ہو۔ یہودیوں کے اس احساس تفاخر کا پردہ چاک کرنے کے لئے اُن کی بداعمالیوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ اپنے تئیں احساس برتری میں مبتلا ہیں، جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ ان میں بہت سے لوگ گناہ، ظلم و زیادتی اور حرام خوری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ جہاں بھی گناہ اور سرکشی کا موقع ہوتا ہے، وہاں یہ دوڑ پڑتے ہیں۔ ان کے احساس تفاخر کا بودا ہونا ان کے کرتوتوں سے عیاں ہے۔ یہ لوگ جو کام کرتے ہیں، وہ بہت ہی بُرے ہیں۔

﴿ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴾

"بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ وہ بھی بُرا کرتے ہیں"

پیچھے تو یہود کے عوام کا حال بیان کیا گیا تھا، اب اُن کے خواص کی بے عملی اور مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔ یہود کے درویش اور علماء سے متعلق کہا گیا کہ وہ لوگوں کو گناہوں اور حرام کاموں سے منع کیوں نہیں کرتے۔ اگر وہ عالم اور درویش ہیں تو اُن کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ افرادِ معاشرہ کو گناہوں اور حرام کاموں سے روکیں۔ افسوس کہ وہ اس فریضے کی ادائیگی سے غافل ہیں، وہ اوروں کو کیا روکیں، خود ہی برائیوں میں ملوث ہیں۔ اُن کی یہ روش بہت بُری ہے۔

اس آئینے میں آج کے علماء بھی اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے علماء بھی اپنا اصل کردار بھول گئے ہیں۔ آج معاشرہ میں ہر طرف منکرات پھیل رہے ہیں۔ فحاشی و عریانی عام ہو رہی ہے۔ گناہوں اور حرام خوری کی نئی نئی شکلیں سامنے آ رہی ہیں، مگر ہمارے علماء برائیوں کو روکنے کی بجائے چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ شریعت محمدیؐ کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ اسلامی شعائر کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ مگر علماء نور و بشر کے جھگڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ علماء اسلام نے اپنا فریضہ نہی عن المنکر انجام دینا چھوڑ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرہ ہر پہلو سے بگاڑ کا شکار ہے۔ اور نتیجتاً ہم اللہ کے عذاب کی زد میں آ چکے ہیں۔ امریکہ کا تسلط اور بُرے حکمرانوں کا آنا بھی عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ بحیثیت مجموعی علماء اور عوام و خواص ہر طبقہ نے دین سے انحراف کیا ہے۔ ہم اہل پاکستان بحیثیت مجموعی اللہ کی غلامی چھوڑ کر نفس اور شیطان کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ جب لال مسجد کا اندوہ ناک سانحہ پیش آیا، میں نے اس وقت بھی یہ بات کہی تھی کہ اگرچہ نفاذِ اسلام کے عظیم مشن سے پسپائی، بلکہ روگردانی اختیار کر کے ہمارے حکمران بہت بڑے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اور چونکہ اُن کے پاس نفاذ اسلام کا اختیار ہے، لہٰذا اگر وہ اسلام نافذ نہیں کرتے تو سب سے بڑے مجرم تو وہی ہیں، لیکن ہم اس کی تمام تر ذمہ داری اُن پر ڈال کر خود بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اس جرم میں پوری قوم شریک ہے۔ آخر قوم کی ترجیح اوّل نفاذ شریعت کب ہوئی ہے۔ وہ بھی تو اپنے دھندوں میں لگی ہوئی ہے۔ اُسے بھی تو صرف اپنے معاشی مسائل سے سروکار ہے، اور بس! دنیا پرستی کا مرض حکمرانوں ہی کو لاحق نہیں، ہر شخص اس میں مبتلا ہے۔ اس وقت ہماری نجات کا راستہ یہ ہے کہ اللہ کی شریعت کی پیروی کریں اور اس کے نفاذ کو اپنی پہلی ترجیح بنا لیں، اللہ کی غلامی اختیار کریں اور امریکی غلامی کا قلادہ اپنے گلے سے اتار دیں۔ عزت، کامرانی، خوشحالی اور سربلندی ضرور ہمارا مقدر ہوگی۔ ان شاء اللہ

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین سے سچی محبت اس کی تعمیل اور اُس کے نفاذ کی ہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

سنکیانگ کا مسئلہ

تاریخی پس منظر اور موجودہ صورتحال

محبوب الحق عاجز

مارچ 2008ء میں لندن میں ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نمائش کے منتظمین نے سنکیانگ کے یغور مسلمانوں کو ''Forgotten Nation'' (فراموش کردہ قوم) کا نام دیا۔ منتظمین نمائش کا یہ تجزیہ بہت حد تک حقیقت پر مبنی دکھائی دیتا ہے۔ واقعی اس خطے کے مقہور و مظلوم مسلمانوں کو نہ صرف باقی دنیا بلکہ خود اُمت مسلمہ بھی بھول چکی ہے۔ ان لوگوں کا کہیں تذکرہ نہیں ہوتا۔ تاہم 5 جولائی کو سنکیانگ میں نسلی فسادات ہوئے جن میں کم و بیش دو سو افراد مارے گئے اور تاحال کشیدگی برقرار ہے' سنکیانگ کا مسئلہ بہت حد تک دنیا کے سامنے اُجاگر ہوا ہے۔ ان فسادات کے تناظر میں ذہنوں میں کئی سوالات اٹھتے ہیں' جن کے جوابات پر ہی سنکیانگ کی موجودہ حالت زار کو سمجھنے کا دارومدار ہے۔ سنکیانگ کے خطہ کی تاریخ کیا ہے؟ یغور مسلمان کون ہیں؟ ان کی بے چینی کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟ چین کا ان کے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ آیئے اس کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

سنکیانگ وسیع رقبے پر پھیلا ہوا چین کا مسلم اکثریتی صوبہ ہے۔ اس کے شمال میں روس' جنوب میں تبت' جنوب مشرق میں شنگھائی' مشرق میں منگولیا اور مغرب میں قازقستان' کرغیزستان' تاجکستان' افغانستان اور پاکستان واقع ہیں۔ اس کا کچھ علاقہ ''اکسائی چن'' ماضی میں کشمیری علاقہ لداخ کا حصہ تھا۔ سنکیانگ کا رقبہ 16 لاکھ 60 ہزار مربع کلومیٹر ہے جو تقریباً پاکستان کے دوگنا اور جرمنی سے لے کر چین کی یورپی ریاستوں کے مجموعی رقبے سے بھی زیادہ ہے۔ یہ رقبہ چین کے مجموعی رقبے کا سولہ فیصد بنتا ہے۔ آبادی دو کروڑ سے کچھ زیادہ ہے۔ تاحال اکثریت یغور مسلمانوں کی ہے۔ یغور ترکوں کی ایک شاخ ہے۔ ان کی آبادی کا تناسب 45 فیصد ہے۔ 40 فی صد ہن چینی ہیں۔ سات فی صد قازق اور باقی منگول کرغیز وغیرہ ہیں۔ یہ آبادی چین کی مجموعی آبادی کا 1.46 فی صد بنتی ہے۔

سنکیانگ کا دارالحکومت ارمچی ہے۔ کاشغر دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ وہی کاشغر ہے جس کا ذکر علامہ اقبال کے اس شعر میں ہے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

سنکیانگ جس کا چینی لفظ ''Xinjiang'' ہے' دو الفاظ سے مرکب ہے۔ ایک ''سن'' اور دوسرا ''کیانگ''۔ سن کے معانی ''نیا'' اور کیانگ کے معانی ''علاقہ'' کے ہیں۔ اس طرح سنکیانگ کے معانی ''نیا علاقہ اور نئی سرزمین کے ہوئے۔ یہ اس خطے کا اصل نام نہیں ہے۔ اس کا اصل نام مشرقی ترکستان یا مغلستان ہے۔ سنکیانگ کا یہ نام 1881ء میں چین کے مانچو حکمرانوں نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد اسے دیا۔ یغور مسلمان اس نام کو پسند نہیں کرتے۔ طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود انہوں نے اسے دلی طور پر قبول نہیں کیا۔ وہ چینی ترکستان کا نام بھی پسند نہیں کرتے۔ اُن کے دل و دماغ میں وہی نام رچا بسا ہے' جو تاریخی تسلسل سے چلا آتا ہے' یعنی مشرقی ترکستان۔ یاد رہے کہ اس کے مقابلے میں مغربی ترکستان کا خطہ 1992ء میں سوویت یونین کی تحلیل کے بعد آزاد ہونے والی وسطی ایشیائی ریاستوں قازقستان' تاجکستان' کرغیزستان' ترکمانستان اور ازبکستان پر مشتمل ہے۔

سنکیانگ میں اسلام کا داخلہ ویسے تو پہلی صدی ہجری ہی میں ہو گیا تھا جب اُموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں عظیم مسلمان فاتح قتیبہ بن مسلم سمرقند اور بخارا کو فتح کرتے ہوئے مشرقی ترکستان کے دارالحکومت کاشغر میں داخل ہو گئے تھے بلکہ اس سے بھی پہلے تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 681ھ میں چینی حکمران چیانگ ژاؤ کے عہد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو خلافت اسلامیہ کا سفیر بنا کر بھیجا تو مسلمان تب بھی یہاں موجود تھے۔ تاہم سنکیانگ میں اسلام بہت تیزی کے ساتھ 870 تا 1030ء کے دوران پھیلا۔ اس علاقے پر پہلے تو چنگیز خان اور اس کی اولاد کے عہد میں تاتاریوں کا قبضہ رہا۔ سولہویں صدی میں ہندوستان کی طرح یہاں بھی مغلوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ مغل اقتدار آنے کے بعد یہاں اسلام کی تیزی کے ساتھ اشاعت ہوئی۔ بدھ مت کے لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔

1644ء میں اس علاقے پر چنگ خاندان نے قبضہ کر لیا جس کے بعد یہ علاقہ مسلسل آزادی اور محکومی کی کشمکش کا میدان چلا آتا ہے۔ تب سے یہاں کے غیور، حریت پسند یغور مسلمان آزادی کے حصول اور اپنے تشخص کی بقا کی خاطر لازوال قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ 1644ء کے بعد آزادی کے لیے مسلمانوں نے کم از کم 42 بغاوتیں کیں' لیکن وہ ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ اُن کی جدوجہد کو بزور قوت کچل دیا جاتا رہا۔ تاآنکہ 1861ء میں چینی شکست کھا گئے اور یعقوب بیگ کی قیادت میں یہاں مسلمانوں کو آزادی کا سورج دیکھنا نصیب ہوا۔ یعقوب بیگ نے چھوٹی چھوٹی تمام ریاستوں کو متحد کر کے ایک متحدہ اسلامی حکومت قائم کی' جس کا دارالحکومت کاشغر قرار پایا۔ زار روس' برطانیہ اور خلافت عثمانیہ نے جو اُس وقت تین بڑی طاقتیں تھیں' اس حکومت کو تسلیم کر لیا۔ بدقسمتی سے یعقوب بیگ کے انتقال کے بعد کوئی قائد مسلمانوں کو متحد نہ رکھ سکا۔ اُن کے انتشار سے فائدہ اٹھا کر 1876ء میں چین نے ایک مرتبہ پھر مشرقی ترکستان پر چڑھائی کر دی۔ اس مرتبہ اسے برطانیہ کی بھی حمایت حاصل تھی۔ چین کی مانچو حکومت 1881ء میں اس پر غاصبانہ تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اور یوں ایک

> جدید چین کے بانی ماؤزے تنگ نے آزاد ترکستان کے صدر احمد ایشان اور دوسرے مسلمان لیڈروں کو گول میز کانفرنس کے بہانے انہیں بیجنگ مدعو کیا' لیکن اُن کا طیارہ ابھی محو پرواز ہی تھا کہ راستہ ہی میں اُسے تباہ کر دیا گیا

مرتبہ پھر ترکستانی مسلمانوں کی آزادی کا چراغ گل کر دیا گیا۔ چینیوں نے لوٹ مار کی انتہا کر دی۔ کم وبیش دس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ مساجد و مدارس شہید اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور چینیوں کو بڑی تعداد میں یہاں لا کر آباد کرنے کا آغاز ہو گیا۔ مسلمانوں کی چینیوں سے جبری شادی کا قانون نافذ کر دیا گیا۔

اس علاقے پر تسلط حاصل کر لینے کے بعد چین نے اسے Xinjiang Ughur Autonomous Region کا نام دیا۔ لیکن یغور مسلمان آزادی سے کم کسی بھی چیز کو قبول کرنے پر کسی صورت آمادہ نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں یغور قومی نعرہ وہاں کے دلوں کی آواز بن گیا۔ چینی

> ترکستان میں اپنے جائز حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے مسلمان امریکہ کے آلۂ کار نہیں۔ ان کے اندر ردِعمل اور جذبۂ انتقام چین کی اشتراکی جبر پر مبنی اسلام دشمن پالیسیوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے

ظلم واستبداد کے خلاف یغور مسلمانوں کی کوششیں رنگ لائیں۔ 1931ء میں ملک گیر بغاوت کے نتیجے میں وہ مشرقی ترکستان کے تمام شہر آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ 12 نومبر 1932ء کو اسلامی جمہوریہ مشرقی ترکستان کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ لیکن اس مظلوم قوم کی ابتلاء وآزمائش کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ آزادی کے صرف ڈیڑھ سال بعد 1934ء میں ایک مرتبہ پھر چینیوں نے اسلامی جمہوریہ پر شب خون مارا اور یغور مسلمانوں پر محکومی کی سیاہ رات مسلط ہو گئی۔ 1944ء میں ترکستان ایک مرتبہ پھر آزادی کی منزل سے ہمکنار ہوا۔ احمد ایشان آزاد ریاست کے صدر مقرر ہوئے۔ لیکن یہ آزادی بھی زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکی۔ نومبر 1949ء میں کمیونسٹ فوج یہاں داخل ہو گئی۔ اس موقع پر نہ صرف آزادی کو مسل دیا گیا بلکہ ترکستان کے صدر احمد ایشان اور دوسرے مسلمان لیڈروں کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔ سازش یہ کی گئی کہ جدید چین کے بانی ماؤزے تنگ نے گول میز کانفرنس کے بہانے انہیں بیجنگ مدعو کیا، لیکن اُن کا طیارہ ابھی محوِ پرواز ہی تھا کہ راستہ ہی میں اُسے تباہ کر دیا گیا۔

سنکیانگ کے مسلمانوں میں بے چینی کی تازہ لہر 1992ء میں اس وقت پیدا ہوئی جب سوویت یونین کی تحلیل کے بعد وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں (جو تاریخی طور پر مغربی ترکستان کہلاتی ہیں) کی آزادی کے بعد چینی حکومت نے ممکنہ تحریک آزادی کے ابھرنے کے اندیشے کے پیش نظر مارشل لاء لگا کر یہاں کریک ڈاؤن کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمانوں پر چین سے بے وفائی کا الزام لگا کر انہیں گرفتار کیا گیا۔ یہاں تک کہ کیمونسٹ پارٹی سے وابستہ 25 ہزار مسلمان بھی پارٹی سے نکال باہر کیے گئے۔ بہت سی مساجد کو تالے لگا دیے گئے۔ مذہبی آزادی پر بندشیں لگا دی گئیں۔ مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں، اُن کی گرفتاری اور تشدد روز کا معمول بن گیا۔ 2001ء میں ان مظالم اور پابندیوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ایک رپورٹ کے مطابق دسیوں ہزار مسلمانوں کو تفتیش کے لیے پکڑا گیا۔ ہزاروں کو کریمنل لاء کے تحت سزائیں دی گئیں۔ بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں پر علیحدگی پسند اور دہشت گرد ہونے کا الزام لگا کر انہیں سزائے موت دے دی گئی۔ اب بھی صورت حال یہ ہے کہ تفتیشی سنٹروں میں مسلمان قیدیوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان قیدیوں کے حوالے سے چینی ایک خاص جملہ بولتے ہیں: ''چوہے کی طرح رگڑ دو، کیڑے کی طرح مسل دو''۔

4 جولائی کو ارمچی میں ہونے والے فسادات کا آغاز ان اطلاعات کے منظرِ عام پر آنے کے بعد ہوا کہ جن کے مطابق گزشتہ ماہ سنکیانگ کے جنوبی شہر شوہگان میں ہن نسل کے چینیوں نے یغور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ یہ حملے انٹرنیٹ پر اس پیغام کے نشر ہونے کے بعد کیے گئے جس میں کہا گیا تھا کہ یغور نسل کے مسلمانوں نے ایک نوجوان لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنایا ہے۔ اس تصادم میں دو یغور مسلمان جاں بحق ہو گئے تھے۔ ارمچی میں تین ہزار یغور مسلمان دراصل ان ہلاکتوں کے خلاف احتجاج اور حکومت سے تحقیقات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس دوران سیکیورٹی فورسز نے مظاہرین پر فائرنگ شروع کر دی، جس میں خود چینی خبر رساں اداروں کے مطابق پہلے ہی روز 156 افراد ہلاک ہو گئے اور سینکڑوں شدید زخمی ہو گئے۔ ورلڈ یغور کانگریس نے اس دن کو یغور تاریخ کا سیاہ ترین دن قرار دیا کہ جب ایک پرامن جلوس کو ریاستی جبر کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کی رہنما ربیعہ قدیر نے عالمی برادری سے اس معاملے کا نوٹس لینے اور قتل عام کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ حکومت چین کا موقف ہے یغور آبادی میں شامل بعض علیحدگی پسند تشدد کے زور پر مشرقی ترکستان کے نام سے اپنی آزاد ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں، جبکہ یغوروں کا کہنا ہے کہ چینی حکومت مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہے، تاکہ مسلمان آبادی پر اپنا مذہبی وثقافتی کنٹرول رکھنے کے لیے جواز فراہم کر سکے۔

چین نے الزام لگایا ہے کہ ان ہنگاموں کے پیچھے امریکہ میں مقیم World Yughur Congress کی رہنما ربیعہ قدیر کا ہاتھ ہے جسے امریکہ کی حمایت حاصل ہے۔ یہ الزام اس حد تک درست بھی ہو سکتا ہے کہ امریکہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ امریکی اور مغربی ذرائع ابلاغ ان فسادات کو چین کے خلاف پروپیگنڈا کے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ امریکہ کی یہ حمایت اس لیے نہیں ہو سکتی کہ اسے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں پر کوئی پریشانی ہے۔ وہ خود دنیا کے کئی محاذوں پر مسلمانوں کی آباد بستیوں کو اجاڑ رہا ہے، ان کے ملکوں کو توڑا بوڑا بنا رہا ہے۔ لہٰذا اُس سے مسلمانوں کے حق میں کسی بھلائی کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ کشیدگی پیدا کر کے چین کو داخلی انتشار میں جھونکنا اور اس کی بڑھتی ہوئی معاشی ترقی کے آگے بند باندھنا چاہتا ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ترکستان میں اپنے جائز حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے مسلمان امریکہ کے آلۂ کار ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے اندر ردِعمل اور انتقام چین کی اشتراکی جبر پر مبنی اسلام دشمن پالیسیوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس لیے اگر چین فی الواقع اس مسئلہ کا حل نکالنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ مسلم دنیا کے ساتھ اس کے تعلقات حسب سابق بہتر رہیں، سنکیانگ میں امریکہ کو کھل کھیلنے کا موقع نہ ملے تو اسے بے چینی کے بنیادی اسباب کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ سنکیانگ کے مسلمانوں کو اُن کے جائز حقوق دینے ہوں گے۔ (جاری ہے)

ترجمہ: [illegible]

نائن الیون کی کہانی

امریکی دعویٰ اور حقائق

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

امریکہ کی جانب سے جابر مسلم حکمرانوں کی طرف داری، عراقیوں کی ہلاکتوں، مسلم ممالک میں امریکی فوجوں کی موجودگی اور فلسطینیوں کے مقابلے میں اسرائیل کی بے جا حمایت کے خلاف اُسامہ کے اعلانات سے مسلم دُنیا آگاہ بھی تھی اور مشوش بھی۔ یہ مسلّم حقائق تھے جو ٹھوس شواہد پر مبنی تھے۔ ان حالات میں ٹونی بلیئر نے اُسامہ کے پیغام کو غیر مؤثر بنانے اور طالبان پر حملہ کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کے لئے نہ صرف مشرقِ وسطیٰ امن مذاکرات کی دوبارہ بحالی کی وکالت شروع کی، بلکہ امن کے خاطر ایک فلسطینی ریاست کے قیام کو بھی ناگزیر قرار دیا۔ 15 کتوبر 2001ء کو یاسر عرفات کے ساتھ ملاقات کے بعد ٹونی بلیئر نے اعلان کیا کہ "ہمارا مقصد انصاف کی بنیاد پر ایک ایسے امن کا قیام ہے جس میں اسرائیلی اور فلسطینی اپنی اپنی ریاست میں محفوظ و مامون رہ کر ترقی کی منازل طے کرسکیں۔ اس کے لئے ایک پائیدار فلسطینی ریاست کا قیام ہونے والے ممکنہ معاہدے کا حصہ ہونا چاہیے۔" ان بیانات کی حقیقت ان جھوٹے وعدوں سے زیادہ ثابت نہ ہوسکی، جو 1991ء کی میڈرڈ کانفرنس میں امریکہ اور اس کے حواریوں نے فلسطینیوں اور دیگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کیے تھے۔

بعض مسلمانوں کے 9/11 کے متعلق امریکہ کی سرکاری کہانی کو تسلیم کرلینے کے باوجود دوسرے بہت سے لوگوں نے جو اُسامہ اور ان کے ساتھیوں کی استعداد اور اس قسم کے حملوں کے لئے درکار مہارت کی باریکیوں کی شد بد رکھتے تھے، ان الزامات کو یکسر مسترد کردیا۔ 9/11 مہم کی کامیاب تکمیل سے شہ پاکر بش اب اپنی پہلے سے طے شدہ جنگ کے لئے لفظ "کروسیڈ" استعمال کرنے لگا، جو بہر حال بش کے مسلمانوں (مسلم حکمرانوں) کے ساتھ جوڑ پیدا کرنے کے حوالے سے ایک نقصان دہ اصلاح تھی۔ امریکی میڈیا اصل ایشوز کو زیرِ بحث لانے کی بجائے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جذبات اُبھارنے کے عمل میں مصروف رہا۔ "وہ ہم سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟" قسم کے سوالوں کو سامنے لاکر اسلام اور 1.2 بلین مسلمانوں کے فطری جذبوں پر انگشت نمائی کی جاتی رہی۔ نیویارک ٹائمز جیسے مرکزی اخبار نے پے در پے جو سرخیاں لگائیں وہ کچھ اس طرح تھیں "یہ مذہبی معرکہ ہے، 11 ستمبر صرف شروعات تھیں (16)" "ہاں یہ اسلام ہی کے متعلق ہے (17)" "اسلامی تشدد کی اصل حقیقت (18)" "جہاد 101۔ (19)" "اسلامی دہشت گردی کی گہری جڑیں (20)" "مذہبی اور سیکولر ریاست (21)" "کپلنگ وہ سب کچھ جانتا تھا جو امریکہ اب سمجھے گا (22)" "الجزیرہ جسے مسلم دُنیا دیکھتی ہے (23)" "اسلام کی بغاوت (24)" "واحد سچا مذہب (25)" "مقدس جنگجوؤں کی نئے محاذ پر پُرانی جنگوں کا پھیلاؤ (26)" "مغرب کے خلاف ہیجان انگیز احتجاج جو قدیم و جدید خاصموں کو بے نقاب کرتا ہے (27)"

ایسے شواہد موجود ہیں جو 9/11 دہشت گرد حملوں کے متعلق سرکاری توجیہہ کو ناقابلِ یقین بنانے کے لئے کافی ہیں۔ سرکاری توجیہہ کی تیاری اعلیٰ سطح پر نہایت پیچیدہ اور باریک فنی مہارت کے ساتھ افغانستان پر پہلے سے طے شدہ حملے کے بہانہ کے طور پر کی گئی۔ اس کتاب کے باب سوم میں وہ بنیادی مقصد زیرِ بحث لایا جائے گا جو اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ طالبان کی یہ تحریک کہیں آگے بڑھ کر مسلم دُنیا کو نوآبادیاتی قبضہ سے (جو مختلف شکلوں میں اب بھی موجود ہے) چھٹکارا دلانے کے لئے ایک عالمی اسلامی تحریک نہ بن جائے۔ سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ نے 25 دن کی قلیل مدت میں افغانستان پر حملہ آور ہونے کا معجزہ کردکھایا، جبکہ اور جنگی مہمات خصوصاً کویت کی "مدد" کے لئے عراق پر حملہ آور ہونے کے لئے اُسے ساڑھے چار مہینے لگے۔ یہ حقیقت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ افغانستان پر حملہ کا منصوبہ بہت پہلے تیار ہو چکا تھا۔ یاد رہے کہ افغانستان پر 7 اکتوبر 2001ء کو حملہ کیا گیا، جو 9/11 سے صرف 25 دن بعد تھا۔ بش انتظامیہ نے 25 دن کے اس وقفے کو اس بہانہ کے لئے استعمال کیا کہ وہ اس مشکل مسئلہ کا کوئی سفارتی حل ڈھونڈ نکالنا چاہتی ہے، مگر یہ دیر صرف اس لئے لگائی گئی کہ بقیہ فوجی یونٹس اور سامانِ حرب کو متعین جنگی محاذوں پر منتقل کیا جاسکے۔ نیز یہ وقفہ تعاون میں پس و پیش کرنے والے بعض ملکوں جیسے ازبکستان اور تاجکستان کو آنکھیں دکھانے کے لئے استعمال کیا گیا، تاکہ زمینی ٹھکانے اور فضائی حدود کو استعمال کرنے کے حقوق حاصل کیے جاسکیں۔ امریکہ کو مسلم ممالک پر قابض اپنے "حلیفوں" کے غیر مستحکم ہونے کی بھی فکر دامن گیر تھی۔ جس کے لئے وہ کچھ پیش بندی کرنا چاہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بش انتظامیہ کا کسی قسم کی سفارت کاری کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس نے مسلسل یہ رٹ لگائے رکھی کہ کوئی بھی مکالمہ نہیں ہوگا۔

9/11 کے بعد امریکہ کا افغانستان سے جو مطالبہ تھا اصولی طور پر وہ کسی بھی خود مختار ملک کے لئے قابلِ قبول نہیں ہوسکتا تھا، خصوصاً جب امریکہ اُسامہ کے 9/11 میں ملوث ہونے کے متعلق ثبوت پیش کرنے کے وعدے سے منحرف ہوا۔ (28) اس سب کے باوجود طالبان اُسامہ کو کسی غیر جانبدار فریق کو حوالے کرکے پھر باہم گفت و شنید کے لئے راضی تھے۔ ایک ایسا بندوبست کیا جاچکا تھا کہ اُسامہ کے خلاف پاکستان میں ایک ٹریبونل میں مقدمہ چلایا جائے اور وہ یہ فیصلہ کرے کہ آیا اُسے امریکہ کے حوالہ کیا جائے یا نہیں۔ تاہم

> **افغانستان پر حملے کے بعد نیویارک ٹائمز نے سُرخی لگائی:**
>
> **"یہ مذہبی معرکہ ہے، 11 ستمبر صرف شروعات تھیں"**

امریکی حکومت اس پر بھی راضی نہ ہوئی۔ اس کی "سفارت کاری" صرف اور صرف طالبان کو ہٹانے جنگ کا راستہ ہموار کرنے کے لئے تھی۔ اس کے باوجود امریکی جنگ کو "دہشت گردی" کے خلاف جنگ کا نام دے دیا گیا۔ شمالی اتحاد جس کے ساتھ امریکہ نے طالبان حکومت کے خاتمہ کے لئے رفاقت کرلی، خود دہشت گردوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو تشدد، خونریزی اور عورتوں کی ابرو ریزی کے لئے شہرت رکھتا ہے۔ (29)

سب سے زیادہ مضحکہ خیز چیز جو افغانستان پر طے شدہ منصوبہ کے مطابق حملہ کرنے کے حوالے سے سامنے آئی، وہ 9/11 کے وقوع پذیر ہونے کے چند ہی لمحوں بعد مجرموں کی نشاندہی تھی۔ یہ بات تو قابلِ فہم ہے کہ ایسے حالات میں مشکوک لوگوں کی ایک فہرست ذہن میں

آجائے، لیکن کسی مخصوص فرد کو اتنے یقین کے ساتھ مجرم نامزد کرنا، محل نظر معلوم ہوتا ہے اور یہ کام اس لئے کیا گیا کہ کسی دوسرے ملک پر حملہ کے لئے جواز پیدا کیا جاسکے۔ حملہ کے چند منٹوں بعد ہر ٹی وی چینل پر "سیاست کاروں" اور دہشت گردی سے متعلق "ماہرین" کی قطاریں لگی ہوئی نظر آنی شروع ہوئیں، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ حملہ اسامہ بن لادن ہی کی کارستانی ہے۔ چند ہی گھنٹوں کے اندر ایف بی آئی کے ایجنٹوں نے فلوریڈا میں ایک نامزد ملزم کے گھر چھاپہ مارا اور چند ہی دنوں میں تمام 19 کے 19 ہائی جیکروں کی مکمل "شناخت" کا اعلان کر کے ٹی وی سکرین پر ان کے چہرے دکھانا شروع کر دیئے گئے۔ یہ سب کچھ بہت ہی نامعقول لگتا ہے۔ اگر صحیح معلومات کا حصول اتنی جلد ممکن تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر امریکی حکومت نے ان حملوں کے تدارک کے لئے اقدامات کیوں نہیں کئے؟ پرویز مشرف نے بھی امریکہ کی طرف سے دیئے ہوئے شواہد کا ذکر کیا تھا، جس کی بنا پر وہ عدالتی کارروائی کو حق بجانب سمجھتا تھا(31)۔ تاہم چار سال گزرنے کے باوجود ابھی تک ان شواہد کا ایک شوشہ بھی کہیں نظر نہیں آیا۔ چند ہی دنوں بعد امریکی اہلکار اُسامہ کے "جرم" کے سو فی صد یقینی ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ جس کے لئے وہ یہ مضحکہ خیز دلیل دے رہے تھے کہ "اس کی فنگر پرنٹس" ہر جگہ موجود ہیں۔(31)

امریکی دعویٰ کی نامعقولیت اس وقت اور بھی عیاں ہو کر سامنے آجاتی ہے جب اسے اس واقعہ کے حوالہ سے دیکھا جائے جس میں فرد جرم عائد کی گئی۔ اتنا قلیل وقت تو اس قسم کے پیچیدہ معاملہ کے لئے تفتیشی کارندے اور بنیادی عوامل مہیا کرنے کے لیے کوئی کمیٹی بنانے کے خاطر گفتگو کے لئے بھی کفایت نہیں کرتا۔ یہ واضح ہے کہ امریکی حکمران نہ صرف یہ کہ خوش تھے بلکہ وہ 9/11 کے واقعات کو بہانہ بنا کر افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھے۔

References

16.Andrew sullevan, The New Yark Times Magazine Oct,7,2001.
17.Salman rushdie, The N.Y Times, Nov,2,2001.
18.Thomas Friedman, The N.Y Times, March 6,2002.
19.Thomas,L.Friedman, In Pakistan,it is Jihad 101The N.Y Times Nov,13 2001.
20. Robert worth, The N.Y Times, Oct, 13, 2001.
21.Lamin Sanneh, The N.Y Times, Sept,23,2001.
22.Ed ward Rothstein, The N.Y Times, Jan,26,2002.
23.Fouad Ajami, The N.Y Times, Nov,18,2001.
24.Bernard Lewis,The N.Y, Nov,19,2001.
25.Thomas Cohill, The N.Y Times, aug,9, 2004.
26.Judith Miller, Benjamin weiser & Ralph Blumanthal the N.Y Times, Sept.16,2001.
27.Basbara Crossette, The N.Y Times, Oct, 22, 2001.
28.Jerry white why is Bush refusing to negotiate with the Taliban.WSWS.Oct 16,2001.
29. Sunita Mehta woman for Afghan woman palgrave Mac millan, 2002.
30.Henry weinstein Trying Osama bin Ladin:A Trial Too big for US The Los Angeles Times, Oct 26,2001
31.Rohul Bedi India Joins anti Taliban Coalition, March 15, 2001.

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I&II)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

۱) مکمل ترجمۃ القرآن مع تفسیری توضیحات
۲) مجموعۂ حدیث
۳) فقہ
۴) اصولِ تفسیر
۵) اصولِ حدیث
۶) اصولِ فقہ
۷) عقیدہ
۸) عربی زبان وادب
۹) عالم اسلام اور احیائی تحریکیں: ایک تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ
۱۰) اضافی محاضرات

نوٹ: پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے۔
کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس' قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور (فون: 03-5869501)
email:irts@tanzeem. org

تنظیم اسلامی شاہ پنجو کے ملتزم رفیق

عبد المالک مگسی کی شہادت

احمد صادق سومرو

یوں تو موت کا مزا ہر ذی نفس کو چکھنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿کل نفس ذائقۃ الموت﴾ لیکن جب سعید روحوں کی اس فانی دنیا سے روانگی ہوتی ہے تو ان کی موت کے بعد بھی کافی عرصہ تک دل پر ایک غم کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ گزشتہ دنوں ہمارے بھائی ملتزم رفیق عبدالمالک مگسی کی شہادت اور راقم کے زخمی ہونے کا واقعہ رونما ہوا۔ بھائی عبدالمالک کی شہادت سے دل شدید غمگین ہے۔ ہوا کچھ اس طرح کہ ہم لوگ شاہ پنجو (ضلع دادو) سے لاڑکانہ میں درس قرآن کے لئے جاتے ہیں۔ لاڑکانہ میں تنظیم کی دعوت کا فروغ ہمارے لیے خوش آئند ہے۔ اس لئے کہ یہ بھٹو کا آبائی شہر ہے۔ وہاں پر ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھی سعید سندیلو عنایت فرمایا، جن کی وساطت اور تعاون سے ہم پندرہ روزہ درس قرآن منعقد کرتے ہیں، جس میں اوسطاً 25 احباب شرکت کرتے ہیں۔

11 جولائی کو ہم چار ملتزم رفقاء، عبدالمالک مگسی، اورنگزیب مگسی اور محمد حاجن چنڈ اور راقم الحروف بذریعہ کار براستہ "موئنجو دڑو" لاڑکانہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بھائی عبدالمالک نے کہا، صادق بھائی آج جمعہ ہے اور لاڑکانہ میں درس کا دن ہے، لیکن میں اہلیہ کی علالت کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ تاہم کچھ ہی دیر بعد ان کے دینی جذبہ اور موت نے انہیں ساتھ جانے کے لیے تیار کرلیا۔ ہم بذریعہ کار لاڑکانہ روانہ ہوئے۔ وقت مقررہ پر ہم لاڑکانہ پہنچ گئے اور درس قرآن کا انعقاد ہوا۔

لاڑکانہ سے عشاء کے وقت براستہ میہڑ واپسی ہوئی۔ جب ہم میہڑ سے تقریباً 8 کلومیٹر کے فاصلے پر تھے تو راقم سڑک زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے گاڑی آہستہ آہستہ چلا رہا تھا کہ اچانک دو ڈاکو کلاشنکوف کے ساتھ ہمارے سامنے آئے اور گاڑی روکنے کو کہا۔ ہم نے گاڑی روک لی۔ ڈاکوؤں نے ہماری تلاشی لی۔ اس دوران عبدالمالک بھائی نے اپنا پستول لیا اور دروازہ کھولا اور ان پر ایک magzine چلادی۔ اب ڈاکوؤں نے کہا، انہیں لوٹنے کی بجائے ان پر فائرنگ کرو۔ اور انہوں نے فائرنگ کردی۔ نتیجتاً راقم زخمی ہوا اور عبدالمالک بھائی اللہ اکبر کہتے ہوئے نیچے گر پڑے اور ڈاکو بھاگ گئے۔ ہمیں بذریعہ پولیس موبائل اسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں پہنچتے ہی عبدالمالک بھائی کی حالت غیر ہوگئی۔ وہ زخموں کی تاب نہ لاسکے۔ زیادہ خون کے اخراج اور پھیپھڑوں میں serious injury سے چل بسے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ راقم کو سول اسپتال لاڑکانہ بھیج دیا گیا اور minor surgury کے بعد واپس لایا گیا۔

عبدالمالک بھائی ایک دینی جذبہ رکھنے والے، سچے، ہمدرد اور ایک نیک انسان تھے۔ میں نے جب بھی انہیں کسی تنظیمی کام کے لئے بلایا، بلاتامل آجاتے۔ اللہ ان کی یہ دین کی محنت قبول فرمائے۔ اُن کے لیے آخرت کی منزل آسان فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آخر میں ان سب امراء رفقاء احباب کا شاکر اور ممنون ہوں جنہوں نے میری عیادت کے لیے فون پر یا براہ راست رابطہ کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

کتابچہ "خلاصۂ تعلیمات قرآن" کی فراہمی

رمضان المبارک میں لوگ نماز تراویح میں شریک ہو کر قرآن مجید سنتے ہیں۔ چونکہ تقریباً سارے ہی نمازی عربی زبان سے واقف نہیں ہوتے، اس لئے صرف آیات کی سماعت کا ثواب ہی لے سکتے ہیں۔ مگر آیات کے ذریعہ پیغام الٰہی سمجھنے سے محروم رہتے ہیں۔ اس خامی کو دور کرنے کے لئے تراویح شروع کرنے سے قبل اگر نماز میں پڑھی جانے والی آیات کا خلاصہ مطلب دس بارہ منٹ میں بیان کردیا جائے تو نمازی حضرات قرآن کے پیغام سے واقف ہوجائیں گے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر ادارہ تحریر ندائے خلافت کے رکن پروفیسر محمد یونس جنجوعہ صاحب نے ایک کتابچہ تیار کیا ہے، جس میں روزانہ نماز تراویح میں پڑھی جانے والی آیات کا خلاصہ مطلب تحریر کردیا گیا ہے، تاکہ مسجد کے امام صاحب یا کوئی دوسرا شخص نماز تراویح سے قبل اسے پڑھ کر سنادے۔

اس کتابچے کی تقسیم کے مطابق رمضان کی پہلی 16 راتوں میں سوا پارہ روزانہ، بعد کی 9 راتوں میں ایک پارہ روزانہ اور 26 ویں، 27 ویں رات کو بالترتیب آخری پارے کا نصف اول اور نصف ثانی پڑھا جائے گا اور 27 ویں شب کو قرآن ختم کرلیا جائے گا۔ اگر اس پروگرام پر عمل کرلیا جائے تو حاضرین رمضان المبارک کے دوران دین اسلام کے تمام اہم احکام سے واقف ہوجائیں گے جو قرآن مجید میں دیئے گئے ہیں۔ فھو المطلوب

96 صفحات کا یہ کتابچہ مؤلف سے درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ۔ قرآن اکیڈمی 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

(کتابچہ بذریعہ ڈاک نہیں بھیجا جائے گا۔ خواہشمند حضرات درج بالا پتے پر آ کر وصول کر لے جائیں)

پاک بھارت مذاکرات کا محور مسئلہ کشمیر قرار دیا جائے اور بھارت کی آبی جارحیت کا موثر جواب دیا جائے

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کی قرارداد میں حکومت سے مطالبہ

16 جولائی 2009ء کو جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس سید منور حسن صاحب امیر جماعت اسلامی پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی قابض فوج کے ظلم اور ٹارچر کی نئی لہر کی شدید مذمت کی گئی اور کشمیری عوام کی آزادی کے لئے جدوجہد کی بھرپور تائید کا اعادہ کیا گیا۔ مرکزی مجلس عاملہ نے شرم الشیخ میں وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی اور بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ ملاقات میں مسئلہ کشمیر کو نظرانداز کرنے اور مذاکرات کے لئے ایجنڈے کی کسی ترجیح میں بھی کور ایشو کو شامل نہ کرنے پر سخت احتجاج کیا گیا اور اسے پاکستانی حکومت کی سنگدلی قرار دیتے ہوئے کہا کہ جمہوری حکومت فوجی آمریت کے دور میں کشمیر پالیسی پر لئے گئے یوٹرن کے راستہ پر ہی گامزن ہے۔

اجلاس حکومت پر واضح کرتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات کی کشیدگی کی وجہ کشمیر پر تنازعہ ہے۔ تعلقات کی بہتری اور پائیداری مسئلہ کے حل سے وابستہ ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات کا کور ایشو تنازعہ کشمیر ہے۔ لیکن پاکستانی حکومت اگر محض مذاکرات کی بحالی کے لئے عالمی اور بھارتی غیر منصفانہ دباؤ کے سامنے جھک کر مسئلہ کشمیر کے حل سے دستبردار ہوجائے تو یہ اسلامیان پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ اسی لئے دونوں ممالک کے وزرائے اعظم کی ملاقات کے بعد جاری کردہ مشترکہ اعلامیہ مایوس کن اور اصل مسائل پر فوکس کرنے سے انحراف کا اعلان ہے۔ ازسرنو یہ منظر واضح ہے کہ مذاکرات کی بحالی کے باوجود نتیجہ صفر ہی ہوگا۔

مجلس عاملہ کا اجلاس اس امر پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ بھارت پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کے لئے افغانستان میں سفارتی قونصل خانوں کے نام پر متعدد تخریبی مراکز قائم کرچکا ہے، امریکی اشیرباد کے ساتھ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کیا جارہا ہے لیکن حکومت پاکستان موثر احتجاج اور اپنا کیس عالمی سطح پر اجاگر کرنے میں ناکام ہے۔ خطہ میں امن اور حالات کی بہتری اسی صورت میں آئے گی کہ پاکستان اصولی موقف پر قائم رہے اور بھارتی بے اصولی اور غیر منصفانہ رویہ ترک کرے۔ عالمی قوتوں کو یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ ایک کروڑ 20 لاکھ کشمیریوں کو ان کے آزادی جیسے بنیادی حق سے محروم کرنے کا عالمی رویہ ظالمانہ اور غیر انسانی ہی تصور کیا جائے گا جو بدامنی اور انتہاپسندی کا باعث بنا رہے گا۔

مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ!

1۔ پاک بھارت مذاکرات کا مرکز ومحور کور ایشو مسئلہ کشمیر ہی قرار دیا جائے۔

2۔ حکومت پاکستان فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کی پالیسی ترک کرکے پاکستان کے قومی موقف یعنی جموں وکشمیر کے عوام کے حق خودارادیت کے حصول کے لئے بھرپور جدوجہد کرے۔ نیز جمہوری حکومت عالمی دہشت گردی کے نام نہاد خاتمہ کی جنگ میں فرنٹ لائن اسٹیٹ کی حیثیت سے دستبردار ہوجائے۔

3۔ حق خودارادیت اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق کشمیریوں کا حق ہے۔ اقوام متحدہ تنظیم دنیا میں اپنی دیگر قراردادوں کی طرح کشمیر پر بھی اپنی قرارداد نافذ کرے۔

4۔ حکومت پاکستان مذاکرات کے نام پر اور امریکی دباؤ کی وجہ سے بھارتی دہشت گردی اور کشمیریوں پر ظلم وستم اور قتل وغارت گری جیسے سنگین جرائم پر مجرمانہ خاموشی ترک کرے اور عالمی سطح پر بھارتی غیرانسانی اور مسلم دشمن پالیسی کو بے نقاب کرے۔

5۔ حکومت پاکستان مقبوضہ جموں وکشمیر سے گزرنے والے دریاؤں پر بھارتی حکومت کی طرف سے ڈیم تعمیر کرنے کو پاکستان پر آبی جارحیت قرار دے اور پاکستان کا پانی روک کر ہمارے سرسبز زرعی میدانوں کو ریگزاروں میں تبدیل کرنے کی بھارتی جارحیت کا موثر جواب دے۔ اسی تناظر میں مسئلہ کشمیر کو ازسرنو اجاگر کرنے کی حکمت عملی اختیار کی جائے۔

6۔ حکومت پاکستان کا لائن آف کنٹرول پر کوئی سمجھوتہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ یہ پاکستان کے عوام اور اہل کشمیر کو کسی طرح قبول نہیں۔

اجلاس نے اظہار کیا کہ حکومت پاکستان بھارتی قابض افواج کے کشمیری عوام اور قائدین پر مظالم پر بھارتی سفیر کو وزارت خارجہ میں طلب کرکے سخت احتجاج کرے۔

مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مقبوضہ جموں وکشمیر میں قائد حریت سید علی گیلانی اور دیگر کشمیری قائدین کی قیادت میں برسرپیکار حریت پسندوں کو ان کی استقامت اور قربانیوں پر سلام پیش کرتا ہے۔ جماعت اسلامی جموں وکشمیر کے عوام کو پوری قوم کی طرف سے یقین دلاتی ہے کہ ہم ان کی اس ایمان افروز جدوجہد میں شانہ بشانہ ہیں۔ نیز اجلاس پاکستان کی دینی و سیاسی قیادت اور دانشوروں سے اپیل کرتا ہے کہ پوری قوم کی طرح یہ موثر طبقہ بھی تقسیم اور منتشر ہونے کی بجائے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے یک آواز ہوجائے۔

دعائے مغفرت

❖ تنظیم اسلامی کے ناظم نشرواشاعت مرزا ایوب بیگ کی خواہر نسبتی خولہ اکرام بقضائے الٰہی وفات پاگئیں

❖ مروٹ (بہاولنگر) کے رفیق تنظیم محمد ایوب کی والدہ وفات پاگئیں

❖ ہارون آباد کے رفیق محمد ارشد کی والدہ کا انتقال ہوگیا

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومات کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں۔

عربی زبان کی تعلیم اور جناب ارشاد احمد حقانی کے خیالات

محمد احمد بلال

روزنامہ جنگ، 17 جولائی 2009ء بروز جمعہ سینئر صحافی ارشاد احمد حقانی کی جانب سے لکھا گیا آرٹیکل بعنوان "عربی کی لازمی تعلیم فی الفور ختم کی جائے" زیر نظر آیا۔ اپنی علالت کا تذکرہ انہوں نے تمہیدی الفاظ میں بھی بیان فرمادیا ورنہ اُن کی تحریر سے بھی صاف عیاں ہوتا ہے کہ موصوف بیماری ہی نہیں کسی شدید ذہنی کوفت کا شکار ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بیماری سے صحت یاب فرمائے۔ آمین

اپنے کالم میں حقانی صاحب نے عربی زبان کی بطور لازمی مضمون تعلیم اور ترویج کو حرف تنقید بناتے ہوئے، خودساختہ فلسفوں کا سہارا لینا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ مذہب بیزاری کی بھی مثال پیش کی ہے۔ گویا مزاج موصوف "حب علیؓ" کا نہیں بلکہ "بغض معاویہؓ" والا معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ جان لینا چاہئے کہ عربی زبان اور عربی علوم کی ترویج کا مقصد کیا ہے؟ موصوف نے تو عربی کو عربوں کے ساتھ ہی منسوب کیا ہے، مگر کافی عرصہ لاتعلق رہنے کی وجہ سے شائد حضرت یہ بھول رہے ہیں کہ عربی عربوں ہی کی نہیں، قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ ﷺ کی زبان بھی ہے۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ ہم بحیثیت مسلمان اپنے Origin پر نگاہ ڈالیں تو یہ قوم اخلاقیات، اقتصادیات، معاشرت اور سیاست کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان سب کے رہنما اُصول ہمیں قرآن وسنت سے ہی ملتے ہیں۔ لہٰذا عربی زبان کا بطور لازمی مضمون رواج انتہائی ضروری ہے۔ اس کے بغیر قرآن وسنت اور وسیع دینی ذخیرے کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

اپنے بچوں کو عربی زبان نہ سکھا سکنے کا رونا موصوف پوری قوم کے سامنے رو رہے ہیں۔ اور اوپر سے اس میں قصور بھی عربی زبان کا ہی نکالا! یعنی ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ اصل بات تو یہ ہے بعض اوقات شخصی کمزوریاں بھی آڑے آجاتی ہیں، اور پھر ان کی اگلی نسل کو منتقلی بھی ایک بالکل فطری بات ہے۔ لہٰذا موصوف اپنی کمزوریوں کا نزلہ پوری قوم پر نہ ڈالیں۔ ایک جانب تو وہ خود اقرار بھی کررہے ہیں کہ عربی ایک فصیح وبلیغ زبان ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے کلام میں فصاحت اور بلاغت کا امتزاج چاہتا ہے، خوامخواہ عربی کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔

میرے محترم خودساختہ تدبیریں بیان کرنے کے میں کم از کم الفاظ کا چناؤ خوب کرتے ہیں۔ عربی زبان کی کمزوریوں کو گنواتے ہوئے فرماتے ہیں، "ایسی شدبد کا کیا فائدہ جو انہیں (بچوں کو) کوئی بھی کام کرنے کے قابل نہ بنا سکے" جناب عالی! ذرا اپنے اردگرد نگاہ دوڑائیے۔ بے روزگاری اور مایوسی کا بسیرا اُس نوجوان طبقے میں نظر آئے گا جو باوجود وسائل، صلاحیت اور ماحول کی عدم دستیابی انگریزی بطور لازمی تعلیم کی بھٹی میں جھونک دیا جاتا ہے۔ اور بقول شاعر "خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ ادھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے" کے مصداق شکست وریخت کی منہ بولتی تصویر نظر آتا ہے۔ ہمارا معاشرہ عمومی اعتبار سے یہی منظر پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے یہاں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو انگریزی پڑھنے کے بعد آسمان سے باتیں کرتا نظر آتا ہے۔ ان لوگوں کا مزاج اس بات پر آمادہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ کسی عام شخص سے بات کریں۔ تکبر وغرور نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اور اُدھر دوسری جانب دیکھئے کہ عربی زبان اور عربی علوم سے واقفیت رکھنے والا طبقہ نہ صرف معاشرے میں ایک معتبر حیثیت پر فائز ہے بلکہ انہیں روزگار کے مواقع بھی نسبتاً آسانی سے میسر ہیں۔ یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے اندر وہ Potential رکھتا ہے جس سے آج پورا مغرب کانپ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں میں عاجزی وانکساری کا معیار بہت بلند ہے، جس سے ہمارا معاشرہ مجموعی لحاظ سے عاری ہوچکا ہے۔ آج ہماری سب سے بنیادی کمزوری یہ ہے کہ اخلاقیات کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔

دنیا میں سائنس کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا سائنس کی ترقی کسی کی زبان کے ساتھ منسوب ہے؟ کیا ہمارے پڑوسی ملک چین کے یہاں سائنسی ترقی نہیں ہوئی؟ کیا روس، جرمنی، جاپان، اٹلی اور فرانس کی سائنسی ترقی میں کوئی زبان آڑے آئی۔ محترم! آپ کو کون سائنسی ترقی سے روک رہا ہے؟ لیکن کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سائنس ہی سب کچھ ہے؟ آخر ادب، تاریخ، فلسفہ بھی کوئی علوم ہیں یا نہیں؟ مزید یہ کہ سائنسی ترقی کو نقد خریدا جاسکتا ہے۔ اپنے ملک میں پر فضا ماحول اور مختلف مراعات دے کر اس سائنس کو مفت میں درآمد کیا جاسکتا ہے۔ لیکن پہلے یہ تو دیکھیں کہ یہاں ہمارے معاملات کیسے ہیں؟ کیا اس ماحول میں سائنسی ترقی ممکن ہے؟ حب الوطنی سے سرشار ہمارا باصلاحیت نوجوان طبقہ پڑھ لکھ لینے کے بعد یورپ وامریکہ کے ویزوں کے لئے لائنوں میں لگا نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں ان کی بے قدری اور توہین کی جاتی ہے۔ ہمارے سائنسدان آج دنیا کی عظیم ترین Science Labs میں ملازمت کررہے ہیں۔ وہ یہاں سے کیوں چلے گئے؟ کوئی جواب ہے آپ کے پاس؟

موصوف "زبان یارِ من ترکی، ومن ترکی نمی دانم" کا چناؤ دستیاب موقع پر کرتے تو بھلا لگتا۔ ان کے اس فعل سے علامہ اقبال کا ایک شعر یاد آتا ہے:

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات ہمیں اصلاً تو عربی زبان میں ہی ملتے ہیں اور اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے یہ اُسے سمجھنے میں جو رکاوٹ ہے اُسے دور کرنے کے لئے عربی زبان کا سیکھنا، اس حد تک کہ ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکیں انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ "زبانِ یار" تو عربی ہے۔ اسی لئے تو نبی کریمؐ نے ہمیں عربی سیکھنے کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "عربی زبان سیکھو، جس کے ذریعے تم اللہ کی کتاب کو جان سکو"۔ عربی کی اہمیت کے متعلق آپ کا ایک اور ارشاد ہے: "میں عربی ہوں، قرآن کی زبان عربی ہے اور عربی اہل جنت کی زبان ہے۔" حیف ہے ایسی دانشوری پر جو رسول کریم ﷺ کی تعلیم کے برعکس عربی زبان کی تعلیم کے خاتمے پر زور دیتی ہے، بجائے اس کے کہ اس کی تعلیم کو بہتر بنانے کی سفارش کرے۔

اس کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لئے تو عربی زبان کا جاننا اور بھی ضروری ہے کیونکہ وہ جدید فکر وفلسفہ سے تو واقف ہے لیکن قرآن وسنت کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ نہیں۔ وقت کے دریا میں بہت سا پانی بہہ گیا ہے۔ اسلام کی اصل شکل بھی مسلمانوں کے ذہن سے محو ہوچکی ہے۔ اس لئے ناگزیر ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ عربی سیکھ کر قرآن وسنت کی تعلیمات اور اس کے فلسفہ کو سمجھے اور اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کرے۔

قومی المیہ......منفرد رائے

ڈھاکہ آپریشن کی طرز پر اپنے لوگوں کے خلاف دوبارہ فوجی آپریشن کی حماقتیں کہیں ہمیں لے نہ ڈوبیں۔ قومی پالیسی کو از سرِ نو تشکیل دینے کی ضرورت ہے، جس کے لیے ہمیں مکمل طور پر یوٹرن لینا پڑے گا، ورنہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری

میجر جنرل (ر) شفیق احمد اعوان

مقولہ ہے کہ ''دانا لوگ تاریخ سے سبق سیکھتے ہیں، کم عقل لوگ خود تجربات کر کے فائدہ حاصل کرتے ہیں لیکن بیوقوف اپنی غلطیوں کو دہراتے رہتے ہیں'' جب مشرقی پاکستان کے منتخب لیڈر شیخ مجیب الرحمٰن کے ساتھ حکومت سازی کے لیے مذاکرات ناکام ہوگئے تو شیخ صاحب نے پاکستان کی مارشل لاء حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کے کارکنوں نے مغربی پاکستان کے باشندوں اور جو 1947ء میں ہندوستان کے صوبہ بہار سے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان میں آباد ہوئے تھے، کو بے رحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ مسلح افواج کی جن یونٹوں میں اکثریت بنگالی مسلمانوں کی تھی، انہوں نے بھی بغاوت کر دی اور کئی مغربی پاکستان سے آئے ہوئے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ یونٹیں سرحد پار کر کے ہندوستان چلی گئیں جہاں انہیں خوش آمدید کہہ کر مکتی باہنی میں شامل کر دیا گیا جو قتل عام اس وقت ہوا اس کی جھلکیاں درج ذیل ہیں:

ا: چٹاگانگ میں ایک فوجی پلٹن کے کمانڈنگ آفیسر کرنل جنجوعہ کو آفیسرز میس میں بلا کر قتل کر دیا گیا۔ اس جرم کا سربراہ میجر ضیاء الحق تھا جو بعد میں جنرل بن کر بنگلہ دیش کا صدر رہا تھا۔ موصوف نے شہید کرنل کی نعش کے ساتھ بیگم جنجوعہ کو پیغام بھیجا کہ یہ ''آپ کے لیے یوم پاکستان کا تحفہ ہے۔''

ب: میجر محمد حسین کو قتل کر دیا گیا اور اس کی دو سالہ بچی کو اغوا کرا دیا گیا۔ یہ بچی بعد میں ملٹری آپریشن کے دوران ری کور ہو گئی تھی۔ ایک اور پلٹن میں میجر کاظم کمال کو بے دردی سے قتل کیا گیا تھا۔

ج: ایک آفیسر کو قتل کر کے اس کی بیگم سے زیادتی کی گئی (نام قصداً نہیں لکھا جا رہا)۔

د: بہاری مسلمانوں، سیاسی مخالفین اور خصوصاً جماعت اسلامی کے کارکنوں کو سینکڑوں کی تعداد میں قتل کیا گیا تھا۔

ر: میجر نظام الدین کو جس کا بنگال سے ہی تعلق تھا، کو صرف اس لئے قتل کیا گیا تھا کہ اس کی بیوی بہاری تھی۔

س: ڈھاکہ یونیورسٹی میں مغربی پاکستانی لڑکیوں کو قید کر کے اجتماعی زیادتی کی گئی تھی۔

ش: صوبہ بھر میں خصوصاً چٹاگانگ میں متعدد مقامات پر منظم طریقہ سے اور سفاکی سے خون بہایا گیا تھا۔ ان مقامات کو ''ذبح خانے'' کہا جاتا تھا۔

مندرجہ بالا مثالیں اس لئے لکھی گئی ہیں کہ شیخ مجیب الرحمٰن کی بغاوت کے بعد از حد اشتعال انگیزی کی گئی تھی۔ حکومتی رٹ کو چیلنج کیا گیا تھا۔ بے گناہ لوگوں کو نسل کی بنیاد پر قتل کر دیا گیا تھا۔ سیاسی حریفوں کو نشانہ بنایا گیا خصوصاً وہ لوگ جو شیخ مجیب الرحمٰن کے مشہور زمانہ چھ نکات سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ اس شدید اشتعال انگیزی کا ردعمل ملٹری آپریشن ہی قرار پایا گیا تھا۔ مغربی پاکستان کے تقریباً سب دانشوروں، سیاسی لیڈروں، صحافیوں، دینی علماء اور سول سوسائٹی کے لوگوں نے ملٹری آپریشن کی تائید کی اور اس فیصلے کو سراہا گیا۔ ان حالات میں بھی ایک ایسا دانا انسان تھا جس نے ایک منفرد رائے کا اظہار کیا اور اس کی رائے بالآخر صحیح ثابت ہوئی۔

> جنرل ٹکا خان کا ملٹری آپریشن تو کامیاب رہا لیکن دنیا نے انہیں
> ''بنگال کا قصائی''
> کے لقب سے نوازا

منفرد رائے دینے والے اس وقت مشرقی پاکستان کے کور کمانڈر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر لیفٹیننٹ جنرل صاحبزادہ محمد یعقوب خان تھے۔ انہوں نے جنرل اے ایم یحییٰ کو منفرد رائے دی کہ مشرقی پاکستان میں بغاوت کا حل ملٹری آپریشن کی بجائے سیاسی بات چیت کے ذریعے نکالا جائے۔ اس تجویز کو رد کر کے جنرل یعقوب کو بزدل، کتابی کیڑا اور حقائق سے نابلد جیسے القابات سے نوازا گیا۔ انہیں فوراً فوج سے بے عزت کر کے ریٹائر کر دیا گیا اور ان کی جگہ جنرل ٹکا خان کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے ملٹری آپریشن بڑی کامیابی سے شروع کر دیئے۔ جب ملٹری آپریشن شروع کر دیئے جاتے ہیں تو ہر ممکن ضبط اور احتیاط کے باوجود لوگوں کے کھیت اجڑ جاتے ہیں، باغات تباہ ہو جاتے ہیں۔ مکانات جل جاتے ہیں اور بہت سارے معصوم لوگ لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ راقم خود مغربی پاکستان میں بنگالی مسلمانوں کو کمان کر رہا تھا جو صرف اور صرف اسلام کے نام پر پاکستان سے وفاداری نبھاتے رہے۔ ایک دفعہ ایک حوالدار نے مجھے روتے ہوئے بتایا کہ اس کا ایک سال کا بیٹا مشرقی پاکستان میں پاکستان آرمی کی گولی لگنے سے شہید ہو گیا ہے۔ پھر بھی یہ حوالدار اور باقی ساتھی آخر دم تک ہندوستانی فوج کے مقابلے میں سرتوڑ، بے لوث اور اسلامی جہادی جذبہ کے ساتھ لڑتے رہے حتیٰ کہ سیز فائر کا اعلان ہوا اور ان جہادی بھائیوں کو ہم نے آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ الوداع کہا اور دعا دی کہ خدا بنگلہ دیش کو خوشحال، مضبوط اور خوشیوں کے ساتھ پائندہ و تابندہ رکھے۔ خلوص کے ساتھ بات چیت سے لوگ غصہ بھی پی جاتے ہیں اور صدمے بھی برداشت کر لیتے ہیں لیکن گولی، توپ اور ہوائی جہاز دلوں کی آگ کو بھڑکاتے ہیں۔ جو لوگ پاکستان کی سالمیت کے حق میں تھے وہ بھی خلاف ہو گئے اور ہم پوائنٹ آف نو ریٹرن پر پہنچ گئے۔

جنرل ٹکا خان کا ملٹری آپریشن تو کامیاب رہا لیکن دنیا نے انہیں بنگال کا قصائی کے لقب سے نوازا۔ ان کے بعد ایک اور بہادر جنرل امیر عبداللہ خان نیازی کو وہاں بھیجا گیا جنہوں نے ملٹری آپریشن جاری و ساری رکھے۔ اپنے ہی ملک کے عوام کو فخر سے فتح کرتے رہے اور کامیابیوں کے گیت گاتے رہے۔ حکومت پاکستان نے یہ نہ سوچا کہ ان ملٹری آپریشنز سے ازحد لازم عناصر یعنی قومی اتحاد، اسلامک آئیڈیالوجی (جو پاکستان کی بنیاد ہے) اور گورننس کو کتنا نقصان ہو رہا ہے۔ جب کہیں انسان یا جانور مرنے لگتا ہے تو اوپر آسمان سے گدھیں نیچے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ گیدڑ، لگڑ بگڑ اور کوے بھی اکٹھے ہونے لگ جاتے ہیں۔ ہندوستان نے ہماری بے وقوفانہ پالیسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کو دولخت کر دیا اور ہزار سالہ مسلمانوں کی حکمرانی کا بدلہ لے لیا۔ پاکستان کی افواج کو جو دنیا کی چوٹی کی فوج مانی جاتی تھی، ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

مالاکنڈ ڈویژن کا جغرافیہ بھی اور ہے اور سیاسی حالات بھی، لیکن بہت سارے عوامل مشترک ہیں جن سے سبق سیکھنا چاہیے تھا جو بدقسمتی سے نظرانداز کر دیئے گئے ہیں۔

> **اسلام آباد پر طالبان کے قبضے سے متعلق جو افواہیں پھیلائی گئیں ان کا منبع امریکن سی آئی اے تھا۔ انہیں امریکی ایجنٹوں اور ہمارے عاقبت نااندیش لوگوں نے جلدی میں اپنا لیا**

مالاکنڈ ڈویژن میں نہ کسی نے بغاوت کی، نہ کسی نے خودمختاری کی بات کی، نہ کسی نے انتظامیہ سنبھالنے کی Demand دی اور نہ کسی نے دستور پاکستان کو معطل کیا۔ وہ دینی لحاظ سے یا اثر ورسوخ کے لحاظ سے ایسی پوزیشن میں نہ تھے اور نہ ہیں کہ پورے پاکستان پر چھا جائیں یا اسلام آباد پر قبضہ کر لیں۔ جو افواہیں پھیلائی گئیں ان کا منبع امریکن سی آئی اے تھا۔ جس کو امریکی ایجنٹوں نے اور ہمارے عاقبت نااندیش لوگوں نے جلدی میں اپنا لیا۔ سوات اور بنگالیوں کی طرح کوئی قتل عام نہیں ہوا۔

اگر چند جاسوس (امریکی یا کرزئی نواز) انہوں نے قتل بھی کیے یا کچھ واہیات وڈیو دکانوں کو بند یا مسمار کر بھی دیا یا مخلوط تعلیم پر پابندی لگا بھی دی تو کیا اتنی اشتعال انگیزی تھی کہ ملٹری آپریشن کر دیا جائے؟ جب سوات میں دو سال پہلے آپریشن ہوئے تو بہت سارے لوگ نقل مکانی کر کے چلے گئے تھے۔ جب امن معاہدہ ہوا تو لوگ واپس آ رہے تھے اور امن ہو گیا تھا۔ وارداتیں تقریباً ختم اور لوگ خوش تھے۔ صوفی محمد صاحب نے کم از کم ایک کامیاب عوامی اجتماع بھی کیا تھا۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ اسے لوکل عوامی تائید حاصل ہے۔ ان حالات میں راہ امن کو تقویت دینے کی بجائے بھرپور ملٹری آپریشن کرنے پر 30 لاکھ سے زائد لوگ مہاجر بن گئے جن کی اب واپسی شروع ہو رہی ہے۔ اپنی سرزمین کو فتح کرنے سے اتنے لوگ پناہ گزین بنانا کونسی عقلمندی ہے؟ زمین بنیادی طور پر وہاں کے لوگوں کی ہے نہ کہ حکومت پاکستان یا افواج پاکستان کی۔ انہیں اپنے گھر، باغات اور اپنی زمینوں کو چھوڑنے پر مجبور کرنا (قصداً نہ ہی سہی) انتہائی بے وقوفانہ فیصلہ تھا جس کے دوررس مضمرات کو محسوس نہیں کیا گیا۔

یہ آپریشنز معمولی اشتعال انگیزی اور من گھڑت جواز بنا کر ہمارے آقا امریکہ کے کہنے پر کیے گئے۔ کیا ہماری فوج کرایہ کی فوج ہے؟ کیا ہم امریکہ کی افغانستان پر قبضہ جمانے کیلئے ڈومور کی خواہش نہیں پوری کر رہے؟ سوچنے کی بات ہے کہ امریکہ کا افغانستان پر قبضہ مغربی دنیا اور اسرائیل اور ہندوستان کے مفاد میں ہوگا یا پاکستان کے مفاد میں؟ امریکہ نے ہندوستان کو ٹرانزٹ راستہ دینے کا جو معاہدہ کروایا ہے اس سے پول کھل گیا ہے۔ کیا ہمارا دوست ملک جمہوریہ چین خوش ہوگا یا ناراض؟ آخر میں کیا پاکستان کے ٹکڑے کرنے (یا لاغر کرنے) کا امریکی، نیٹو، ہندوستان، اسرائیل کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچانا آسان یا خود بخود نہیں ہو جائے گا؟ بلاشک ہم mesmerise ہو کر خود بخود اپنے شکاری کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ ہمیں نہ صرف مادی نقصان بلکہ اس سے زیادہ اہم ہماری قومیت کی جڑوں کو کھایا جا رہا ہے۔ کیا آئندہ ہم امید رکھتے ہیں کہ کشمیر یا گوادر یا لاہور پر حملہ روکنے کے لیے سواتی، دیری یا بنوری دفاع میں حصہ لیں گے؟ ہم سب جانتے ہیں کہ میڈیا بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ اگر وہ صحیح کام کرے تو بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں یہی معجزہ ہوا کہ پوری قوم امن معاہدہ کے حق میں تھی (سوائے ایم کیو ایم کے) لیکن امریکہ نے علانیہ مخالفت کی۔ یاد رکھو کہ جب دنیا کی واحد سپر پاور ایسا دوٹوک موقف اختیار کرے تو وہ کام نہیں ہوگا۔ ابھی نظام عدل نافذ ہی نہیں ہوا تھا کہ چند دنوں میں نواز لیگ اور میڈیا نے پلٹا کھایا۔ ایک آدھ انٹرویو کا ڈرامہ ہوا (جس طرح کہ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ کا چناؤ ہو رہا ہو) ایسے سوال زیر بحث لائے گئے جن کا مالاکنڈ میں نظام عدل کے نفاذ کے ساتھ بالواسطہ کوئی تعلق نہیں۔ ایسے سیاسی اور دینی مسائل لائے گئے جو صدیوں سے زیر بحث رہے ہیں اور حتمی فیصلے ابھی تک نہیں ہو سکے۔

بس جلدی میں بہانے بنائے گئے اور پارلیمنٹ کو جنہوں نے نظام عدل کی تائید کی تھی انہیں بتائے بغیر ملٹری آپریشن شروع کر دیا گیا۔ ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ نظام عدل کے نفاذ کو اگر سال بھر برداشت کر لیا جاتا تو کیا مالاکنڈ خودمختار ملک بن جاتا؟ بنگال کو تو ہندوستان اٹھا کر لے گیا لیکن مالاکنڈ کہیں نہیں جا سکتا۔ البتہ اگر ہم وہاں کے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے رہے تو سیلاب اور بہت کچھ بہا کر لے جا سکتا ہے۔ گریٹر پختونستان اور گریٹر بلوچستان کے منصوبے ابھی تک قائم ہیں۔ مولانا صوفی محمد پر چند اور الزامات قومیت، دستور کے بارے لگائے گئے ہیں۔ اول تو ان کا نظام عدل کے نفاذ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر انہیں ہم اتنا اہم سمجھتے ہیں تو آیئے ان کا موازنہ ایم کیو ایم کے الطاف حسین، نواب خیر بخش مری، عطاء اللہ مینگل، خان عبدالولی خان، براہمداغ بگٹی، پرویز مشرف، آصف علی زرداری وغیرہ کے بیانات تحریروں اور انٹرویوز سے کر لیں، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا۔

کشمیر کے متعلق بیان، اسلام میں جمہوریت کا مقام، پاکستان کے دستور کی پوزیشن، عورتوں کا پردہ، مخلوط تعلیم وغیرہ پر بھی علمی بحث شروع کر دی گئی اور انہی کو بہانہ بنا کر ملٹری آپریشن شروع کر دیا گیا۔ یہ نہ سوچا کہ اسی آپریشن کی بدولت 35/30 لاکھ لوگ مہاجر بن جائیں گے جن پر قوم کو کھربوں کا نقصان ہوگا اور اس سے بڑی بات یہ کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کی اساس کو دھچکا لگایا گیا ہے۔ یہی اہل مغرب کی آرزو تھی جو پوری ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ جنگ مغربی تہذیب نے اسلام کے خلاف مسلط کی ہے جس میں ہمیں خواہ مخواہ ملوث کر دیا گیا ہے۔ میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ازخود ایک تفتیش کرائیں جو معاہدہ سوات پر عمل وانحراف اور المیہ مہاجرین کا جائزہ لے کر قوم کو بتائیں کہ اصل بات کیا تھی ورنہ صدیوں تک غلط بیانیاں جاری رہیں گی اور تاریخ کو مسخ کیا جاتا رہے۔ ظاہر ہے کہ اہل مغرب اور اہل ثروت کی بات صحیح بن جائے گی۔ یہ تفتیش حکومت پاکستان اور صوفی محمد کے درمیان نہیں بلکہ حکومت اور مالاکنڈ ڈویژن کے عوام کے درمیان صاف اور شفاف ہونا چاہیے۔ دارفر میں اپنے لوگوں کے خلاف ملٹری آپریشن کرنے پر سوڈان کے صدر کے خلاف آئی سی سی نے وارنٹ نکالے ہیں۔ یہی کام پاکستان میں تو شاباش۔ آخر کیوں؟ چیف جسٹس آف پاکستان کو صحیح رولنگ دینی چاہیے۔ چند سال پہلے ہندوستانی پنجاب سے ایک 80 سالہ عورت نے پاکستانیوں کو یاد دلایا کہ وہ ضلع جالندھر سے 1947ء میں اغواء ہوئی، ایک سکھ کی زبردستی بیوی بنی۔ چند سکھ بچوں کی ماں بنی اور خوشحال زندگی بسر کر رہی ہے لیکن وہ ابھی تک دین اسلام کی پابند اور پاکستان کو اپنا وطن سمجھتی ہے۔ اس نے پاکستانیوں کو اپیل کی کہ جو قربانیاں لوگوں نے اپنے وطن پاکستان کی خاطر دے رکھی ہیں انہیں فراموش نہ کیا جائے اور دین اسلام پر قائم رہ کر وطن کو خوشحال بنائیں۔ دنیا پر نظر ڈالیں اور اندازہ لگائیں کہ دنیائے اسلام کے کتنے لوگ چیچنیا میں، کوسووہ، مقدونیا، بوسنیا، فلسطین، اراکان، منڈناؤ اور افریقہ کے بے شمار ممالک میں فقیروں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں بیچارے افغانستان کے مہاجرین نے

چالیس سال ہوئے کیا کیا مصیبتیں نہیں جھیلیں اور پھر ان پر امریکہ اور نیٹو کے چالیس چور قابض ہو گئے۔ ان میں چند ہزار غیرت مندوں نے امریکہ اور چالیس چوروں کی جارحیت کے خلاف ہتھیار اٹھائے یعنی جہاد کیا تو کون مسلمان ہوگا جو اسے جائز قرار نہ دیتا ہو۔ لیکن امریکہ، یورپی یونین، ہندوستان اور اسرائیل اسے War on terror یا تخریب کاری کہہ کر چاہتے ہیں کہ ہم انہیں اپنے گھروں سے ہجرت کرنے پر مجبور کریں۔ پناہ گزین کیمپ بنائیں اور وہ ہمیں ان کیمپوں میں کروڑوں ڈالر دے کر خرید لیں۔ یہ امریکی منصوبہ نہایت چالاکی سے کامیاب ہوگیا ہے۔ اور ہماری حکومت اس میں براہ راست ملوث ہے۔ بہتر نہ تھا کہ ہم ملٹری آپریشن نہ کرتے اور مہاجر نہ بناتے۔ اب ان مہاجرین کو جتنا بھی پیسہ دے دیا جائے وہ مادی طور پر بھی اور ذہنی نقصانات کا ازالہ نہیں کر سکتا۔ اگر شک ہے تو فلسطینیوں سے، افغانوں سے، بوسنیوں سے اور چیچنیوں سے پوچھیں کہ ان پر کیا کیا قیامتیں گزر چکی ہیں۔ بین الاقوامی امداد کے باوجود ان کی نسلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ پروپیگنڈے جتنے بھی کامیابی سے کیے جائیں وہ تاریخ کے حقائق اور بعد کے اعتراضات اور انکشافات سے جھوٹے ثابت ہوں گے لیکن برباد ہونے کے بعد سنبھلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ بہت دیر ہو گئی ہے پھر بھی تصحیح ہو سکتی ہے لیکن ہماری سمت مکمل الٹی ہے۔ حالات بد سے بدتر کیے جا رہے ہیں۔ کیا ہمارے ارباب اختیار اپنے گرد بنائے گئے چنگل سے نکل سکتے ہیں؟ ہمت ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ قومی پالیسی کو از سر نو تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس کے لیے ہمیں مکمل طور پر یو (U) ٹرن لینا پڑے گا ورنہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے کی بانسری۔

جہاں تک مالاکنڈ ڈویژن کا تعلق ہے وہاں فوراً امریکہ نواز پالیسی کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ میں حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا!! اپنی سرزمین کو فتح کرنے کے منصوبوں کو ختم کرو کیونکہ وہ تو پہلے ہی اپنی ہے اور اپنی ہی رہے گی۔ پاکستان کی بقاء، سلامتی، امن اور خوشحالی اسی میں ہے۔ پاکستان کے عوام قربانی دے کر اور مہاجرین کو واپس آباد کر دیں گے ایسا کرنے میں اگر امریکہ اور چالیس چور ناراض بھی ہو جائیں تو گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔ ورنہ قائد اعظم کا بنایا ہوا گھر (خدانخواستہ) برباد ہوئے جا رہا ہے جس کے لیے اب ہندوستان کی حکومت زیادہ منفی رول ادا کرے گی۔

(بشکریہ روزنامہ ”نوائے وقت“)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کی ماہانہ شب بیداری

27 جون بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان میں تنظیم اسلامی ملتان شہر کی ماہانہ شب بیداری کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں محترم سلیم اختر نقیب اسرہ گارڈن ٹاؤن کینٹ نے ”مسلمان نوجوانوں کے لئے آئیڈیل“ کے حوالے سے رفقاء تنظیم اور احباب کو سیرت حضرت مصعب بن عمیر ؓ سے روشناس کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی تحریکوں میں نوجوان ہراول دستہ کا کام کرتا ہے۔ ان ضمن میں مصعب بن عمیر ؓ کی سیرت سے ہمیں بہترین راہنمائی ملتی ہے۔ انہوں نے نوجوانی کی عمر میں اسلام قبول کیا اور آنحضورؐ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر جس طرح تربیت حاصل کی اور دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان و مال اور وقت لگایا، یہ ہمارے لئے بہترین نمونہ اور قابل تقلید ہے۔ انہوں نے دین کے لئے بے مثال قربانیاں دیں۔ وہ بڑے ناز و نعم میں پلے تھے۔ دولت کی فراوانی تھی۔ دو دو سو درہم کے جوڑے پہنا کرتے تھے۔ عطر لگا کر جس گلی سے گزرتے تھے، پوری گلی معطر ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن قبول اسلام کے بعد اُن پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جسم پر صرف پھٹے ہوئے دو کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ آنحضور ﷺ مصعب بن عمیر ؓ کی اس حالت کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ بعد نماز عشاء درس حدیث امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب جام عابد حسین نے دیا۔ آپ نے جس حدیث کا درس دیا، وہ تھی ”تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔“ سیرت صحابہؓ کا مطالعہ محمد عرفان نے کرایا۔ اس ضمن میں انہوں نے حضرت خبیب بن ارت ؓ کے حالات زندگی بیان کیے۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں رفقاء سمیت احباب کی حاضری تقریباً 80 کے قریب تھی۔ (رپورٹ: ناصر انیس خان)

حلقہ لاہور میں نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارفی پروگرام

5 جولائی 2009ء بروز اتوار صبح ساڑھے گیارہ بجے قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کے امیر حلقہ محمد جہانگیر سے تعارف کی نشست منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز امیر حلقہ کے تعارفی کلمات سے ہوا۔ اُنہوں نے اس پروگرام میں شریک ہونے والے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ اُن کی ہدایت پر رفقاء نے نام، تعلیم، پیشہ، رہائش، تنظیم میں شمولیت کب ہوئی اور تعارف کیسے ہوا؟ کے عنوانات کے تحت اپنا تعارف کرایا۔ اس پروگرام میں 22 رفقاء و احباب شریک ہوئے۔ رفقاء کے تعارف کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے وائٹ بورڈ کی مدد سے دینی فرائض کے جامع تصور پر مفید گفتگو کی اور شرکاء کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے رفقاء کے اشکالات کے حوالے سے بھرپور گفتگو کی۔ اُن کے بعد قرۃ العین نے ”رفقاء کے اوصاف“ کے عنوان سے گفتگو کی اور نظام العمل میں درج رفقاء کے دس اوصاف کی وضاحت کی۔ بعد ازاں اُنہوں نے ملٹی میڈیا کی مدد سے ذاتی احتسابی یادداشت کا بھرپور تعارف کرایا اور اس کی افادیت کی طرف رفقاء کی توجہ دلائی۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے تذکیری گفتگو کی۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ لوگ اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر یہاں آئے۔ آپ کا یہ آنا اللہ قبول فرمائے۔ آج کے اس پروگرام کے ذریعے صراطِ مستقیم کے نشانات راہ آپ کے سامنے آئے ہیں، اور راستہ بھی واضح ہوا ہے۔ اُنہوں نے زور دے کر کہا کہ یاد رکھئے کہ اس راستے کا ایک ڈاکو (شیطان) بھی ہے جو گھات لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور اس سیدھے راستے کے راہیوں کو مسلسل بھٹکانے میں مصروف ہے۔ ہمیں مسلسل اس دشمنِ ایمان کے حملوں سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس کے حملوں کا کیسے پتہ چلے؟ جان لیجئے کہ جب بھی آپ کوئی نیکی کا کام کرنے لگیں گے تو یہ آپ کو ورغلائے گا، کام کو بہت مشکل دکھائے گا، مثلاً اذان کے بعد نماز کے لئے جانا ہو تو یہ کہے گا کہ ابھی تو دس منٹ ہیں، تم یہ ضروری کام کر رہے ہو، مسجد کون سی دور ہے، ابھی دو منٹ میں تو پہنچ جاؤ گے۔ اسی طرح جب جماعت کا وقت ہو جائے گا تو یہ کہے گا کہ اب جماعت تو مل نہیں سکے گی کیونکہ تم کو ابھی وضو بھی کرنا ہے اور نماز تو بغیر جماعت کے بھی ہو جاتی ہے، چلو یہ ضروری کام ختم کر لو، پھر پڑھ لینا۔ اگر نیکی کا کام کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیش آ رہی ہو تو سمجھ لیجئے کہ شیطان حملہ آور ہے۔ فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آیئے اور اس سے مدد طلب کیجئے۔ پروگرام کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ بعد ازاں امیر محترم حافظ عاکف سعید کے ساتھ رفقاء نے کھانا کھایا۔ اس کے ساتھ ہی کہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

ملتزم رفیق تنظیم عبدالمالک مگسی کی شہادت

تنظیم اسلامی شاہ پنجو حلقہ اپر سندھ کے رفقاء لاڑکانہ سے درس قرآن کے بعد واپس آرہے تھے کہ گاڑی پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کردی جس سے ملتزم رفیق عبدالمالک مگسی شہید ہوگئے اور احمد صادق سومرو زخمی ہوگئے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت اور احمد صادق سومرو کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

M-1000/DMU/04-08

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion